جامعہ حقانیہ کا ترجمان

مجلّہ الحقانیہ

ساہیوال
سرگودھا

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ / مئی ۲۰۰۹ء



بانی جامعہ: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہٗ

فہرست

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ مئی ۲۰۰۹ء



کلمة الحق مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقت کی اہم ضرورت نظام عدل...........

یہ خبر تمام باشندگان وطن کیلئے باعث مسرت اور لائق اطمینان ہے کہ قومی اسمبلی نے سوات معاہدہ کی منظوری دے دی اور صدر مملکت نے بھی وہاں نظام عدل کے نفاذ پر دستخط کر دیئے۔

مالاکنڈ ڈویژن میں نظام عدل کا نفاذ نوے کے عشرے میں ایک مرتبہ پہلے بھی ہو چکا ہے لیکن قاضیوں کو اختیارات نہ ملنے انگریز دور کے قانون شہادت کو برقرار رکھنے اور فیصلوں کیلئے مدت کے مقرر نہ ہونے کی وجہ سے قاضی عدالتیں اپنے فرائض ادا کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں اس لیے وہاں کی عوام کا عرصہ سے مطالبہ چلا آ رہا تھا کہ قوانین عدل کے نفاذ کو مؤثر بنا کر جلد عوام کو سستا انصاف مہیا کیا جائے اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کر کے اس علاقہ کو امن وامان کا گہوارہ بنایا جائے۔

افسوس کہ اس جائز سو فیصد حق مطالبہ کو تسلیم کرنے میں ناروا تاخیر سے کام لے کر موجودہ حکومت نے بلا وجہ سوات میں امن وامان کا مسئلہ پیدا کیا جس سے ملک وقوم کو بہت نقصان کا سامنا کرنا پڑا اگر حکومت بروقت اس نہایت مناسب اور صحیح مطالبہ کو تسلیم کر لیتی تو یقیناً یہ صورت حال پیدا نہ ہوتی تاہم یہ بھی انتہائی غنیمت ہے کہ صدر مملکت نے اس معاہدہ پر دستخط کر دیے اور دستخط نہ کرنے کی صورت میں آئندہ تصور کیے جانے والے بڑے نقصان سے ملک اور قوم کو بچالیا جس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں سوات کے مسلمان اور ان کے سربراہ سب ہی اس مطالبہ کے پورا ہونے پر مبارک باد کے مستحق ہیں حق تعالیٰ ان کیلئے نفاذ عدل وامن کے اس معاہدہ کو مبارک فرمادیں اور اس کی برکات سے ان کو صحیح معنی میں فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

اس معاہدہ کے نتیجہ میں وہاں قیام امن کے حوالے سے جو ذمہ داریاں جناب مولانا صوفی محمد صاحب اور ان کے احباب پر عائد ہوتی ہیں امید ہے کہ وہ ان اہم ذمہ داریوں کو مکمل

طور پر ذمہ داری سمجھتے ہوئے نبھائیں گے اور اس خطہ میں امن و امان قائم رکھنے میں اپنا بھرپور اور مؤثر کردار ادا کریں گے۔

مملکت اسلامیہ پاکستان بلاشبہ اسلام کے نام پر ہی معرض وجود میں آئی تھی اس کے آئین میں بھی قرارداد مقاصد ابتدائیہ کے طور پر شامل ہے آئین کے مطابق پوری مملکت میں اسلام کا نفاذ اور عدل وانصاف کا قیام اہالیان وطن کا حق ہے حکومت کی یہ آئینی قانونی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے اولین فرصت میں پورا کرے یہ حقیقت ہے کہ جب تک اس ملک میں اسلام کا نفاذ نہیں ہوگا اور قرآن وسنت کے مطابق تمام مسائل حل نہیں کیے جائیں گے اس وقت تک صحیح معنی میں نہ تو مسلمانوں کو انصاف مہیا ہوگا نہ ان کے مسائل حل ہوں گے اور نہ ہی انہیں فتح ونصرت حاصل ہوگی اس امر کے حق و سچ ہونے پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے اس بارہ میں حضرت مفتی اعظم سیدی مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد گرامی بلاشبہ صحیح ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کی فتح ونصرت کا سب سے بڑا سبب ان کا تعلق مع اللہ اور نصرت خداوندی صرف نظری اور فکری نہیں بار بار کے پیہم تجربوں نے اس کو ایسا بدیہی کر دیا تھا جو مسلمان کسی سبب سے عملی کوتاہیوں میں مبتلا بھی تھے وہ بھی علمی اور فکری درجہ میں اس پر یقین رکھتے تھے کہ ہماری فلاح وکامیابی صرف اطاعت خداوندی اور تعلیمات قرآن کے ساتھ وابستہ ہے ۔اسلامی فرماں رواؤں میں سب سے مجرم اور ظالم حجاج بن یوسف ثقفی مشہور ہے اس کا ایک فرمان نمونہ کیلئے دیکھئے۔

ظالم امت حجاج بن یوسف کا ایک خط محمد بن قاسم گورنر سندھ کے نام

محمد بن قاسم فاتح سندھ نے جب دریائے سندھ کو عبور کر لیا اور راجہ داہر کی زبردست ہاتھیوں کی فوج سے مقابلہ ٹھن گیا تو حجاج بن یوسف ثقفی (جو عراق کے وائسرائے کی حیثیت رکھتا تھا) کا خط محمد بن قاسم کے نام بمضمون ذیل پہنچا۔

پنج وقتہ نماز پڑھنے میں سستی نہ ہو، تکبیر و قراءت قیام وقعود اور رکوع وسجود میں خدا تعالیٰ کے روبرو تضرع وزاری کیا کرو زبان پر ہر وقت ذکر الٰہی جاری رکھو کسی شخص کو شوکت وقوت خدا تعالیٰ کی مہربانی کے بغیر میسر نہیں ہوسکتی ۔اگر تم خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ رکھو گے تو یقیناً

مظفر ومنصور ہو گے.....(آئینہ حقیقت نما ص ۱۰۵ مصنفہ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

پھر راجہ داہر کے مارے جانے کا حال محمد بن قاسم نے حجاج بن یوسف کولکھا تو قاصد حجاج کی طرف سے یہ خط لے کر آیا:

تمہارا اہتمام وانتظام اور ہر ایک کام شرع کے موافق ہے مگر ہر خاص وعام کوامان دینے اور دوست ودشمن میں تمیز نہ کرنے سے ایسا نہ ہو کہ کام بگڑ جائے جولوگ بزرگ اور ذی وقعت ہوں ان کوضرور امان دو لیکن شریر اور بدمعاشوں کو دیکھ بھال کر آزاد کیا کرو اپنے عہدوپیان کا ہمیشہ خیال رکھو اور امن پسند رعایا کی استمالت کرو۔ (آئینہ حقیقت نما)

یہ کسی حجرہ نشین ملا کی تلقین یا کسی خانقاہ کی تعلیم نہیں ایک رعب داب والے با اختیار امیر (وائسرائے) کا فرمان ہے اور امیر بھی وہ کوئی خلفاء راشدین میں سے نہیں صلحا ومتقین میں سے نہیں سب سے زیادہ بدنام امیر ہے مگر خدا ترسی سے نہ سہی دنیا طلبی اور حکومت وسلطنت کی خواہش ہی کے سبب سے سہی اتنی بات پر وہ بھی کامل یقین رکھتا ہے اور اپنے ماتحت حکام کواس کا فرمان بھیجتا ہے کہ یہ ہماری عبادات نماز روزہ اور دیگر احکام قرآنیہ کی اطاعت ہی ہمارے فتح وظفر کی روح ہے اور ہماری ہر کامیابی دنیاوی بھی اس میں مضمر ہے۔

قریب قریب اسی مضمون کا ایک فرمان حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے تمام مسلم حکام کے نام جاری فرمایا تھا جس کوامام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں بالفاظ ذیل روایت کیا ہے:

ان اهم امركم عندى الصلوٰة فمن ضيعها فهولما سواهااضيع

میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے جس نے اس کو ضائع کر دیا وہ دوسرے کام کواور بھی زیادہ ضائع کرے گا۔

یہ حکم بھی کوئی درسگاہی اور خانقاہی تلقین نہیں جس کوروشن خیال یہ کہہ کرنظر انداز کردے کہ یہ سیاست سے نا آشنا خلوت نشینوں کے خیالات ہیں بلکہ امت اسلامیہ کے سب سے بڑے موجد سیاست امیر المؤمنین کا فرمان ہے جوطلباء وعوام کونہیں بلکہ حکام وامراء کوبھیجا جاتا ہے کہ وہ

خود اس پر عامل ہوں اور دوسروں سے عمل کرائیں۔

فاتح مصر عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر جیسے عظیم الشان شہر کا محاصرہ کئے ہوئے صرف ایک مہینہ گزرا تھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنی تاخیر بھی اسلامی فتوحات کے دستور پر ناگوار ہوئی اور تاخیر فتح کے مرض کی تشخیص اور اس کے علاج کی تجویز یہ فرمائی کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دل میں مصر و قاہرہ کے اموال عظیمہ کی طمع آ گئی اور اخلاص عمل میں کمی آ گئی یہی سبب تاخیر فتح کا ہو رہا ہے جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد آپ ان خیالات سے توبہ اور نصرت الٰہی کیلئے دعا کر کے یکبارگی حملہ کرو۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کی تعمیل کی تو اسی روز میدان ہاتھ میں اور مصر کا تخت زیر قدم تھا (مقدمہ حیات المسلمین)

اس تفصیل سے واضح ہے کہ جب تک اسلامی مملکت میں اسلام کے احکام کا نفاذ نہیں ہوگا اس وقت تک وہاں نہ امن و امان ہوگا نہ ہی کسی کو انصاف ملے گا اور نہ فتح و ظفر سے مسلمان ہمکنار ہوں گے۔

کاش مسلمان حکمران اور عوام و خواص ان حقائق پر عمل پیرا ہوں تا کہ صحیح معنی میں انہیں فوز و فلاح حاصل ہو سکے اور یہ فانی زندگی ان کیلئے آخرت کی دائمی زندگی اور راحت و سکون کا ذریعہ بن جائے اگر مسلمان اب بھی خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں تو یہ سب کچھ ممکن ہے لیکن خدانخواستہ اگر یہ یوں ہی غفلت کی نیند سوتے رہے اور موت کے بعد بیدار ہوئے تو پھر سوائے حسرت و ندامت کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا کسی نے سچ کہا ہے۔

وقت پر کافی ہے قطرہ خش ابر ہنگام کا جل گیا جب کھیت مینہ برسا تو پھر کس کام کا

اللہ تعالیٰ ہمارے حال زار پر رحم فرماویں اور دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے ہماری حفاظت فرمائیں اور اس مملکت کو صحیح معنی میں اسلامی و فلاحی ریاست بنا دیں آمین۔ فقط

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۱۴۳۰/۴/۲۰ھ

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

درس قرآن کریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کائناتِ زمین و آسمان میں قدرت حق کے مظاہر

پھر دوسری آیت میں ''رب'' کی دوسری صفات کا بیان اس طرح فرمایا گیا ہے الذی جعل لکم الارض فراشا والسمآء بناء وانزل من السمآء مآء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم، یعنی رب وہ ذات ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اور برسایا آسمان سے پانی پھر اس پانی کے ذریعہ پردہ عدم سے نکالی پھلوں کی غذا تمہارے لئے۔

پہلی نعمت

اس سے پہلی آیت میں ان انعامات کا ذکر تھا جو انسان کی ذات سے متعلق ہیں اور اس آیت میں ان انعامات کا ذکر ہے جو انسان کے گرد و پیش کی چیزوں سے متعلق ہیں یعنی پہلی آیت میں انفسی اور دوسری میں آفاقی نعمتوں کا ذکر فرما کر تمام اقسام نعمت کا احاطہ فرمایا گیا۔

ان آفاقی نعمتوں میں سے زمین کی پیدائش کا ذکر ہے کہ اس کو انسان کیلئے فرش بنا دیا، نہ پانی کی طرح نرم ہے جس پر قرار نہ ہو سکے اور نہ لوہے، پتھر کی طرح سخت ہے کہ ہم اسے اپنی ضرورت کے مطابق آسانی سے استعمال نہ کر سکیں بلکہ نرمی اور سختی کے درمیان ایسا بنایا گیا جو عام انسانی ضروریات زندگی میں کام دے سکے۔

فراش کے لفظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ زمین گول نہ ہو، کیونکہ زمین کا یہ عظیم الشان کرہ گول ہونے کے باوجود دیکھنے میں ایک سطح نظر آتا ہے اور قرآن کا عام طرز یہی ہے کہ ہر چیز کی وہ کیفیت بیان کرتا ہے جس کو ہر دیکھنے والا عالم، جاہل، شہری، دیہاتی سمجھ سکے۔

دوسری نعمت یہ ہے کہ آسمان کو ایک مزین اور نظر فریب چھت بنا دیا، تیسری نعمت یہ ہے کہ آسمان سے پانی برسایا پانی آسمان سے برسانے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ بادل کا واسطہ

درمیان میں نہ ہو بلکہ محاورات میں ہر اوپر سے آنے والی چیز کو آسمان سے آنا بولتے ہیں۔

خود قرآن کریم نے متعدد مقامات میں بادلوں سے پانی برسانے کا ذکر فرمایا ہے مثلاً ارشاد ہے ءانتم انزلتموه من المزن ام نحن المنزلون (واقعہ ۶۹) کیا بارش کا پانی سفید بادلوں سے تم نے اتارا ہے یا ہم اس کے اتارنے والے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا (نباء۔۱۴) ہم نے اتارا پانی بھرے ہوئے بادلوں سے پانی کا ریلا۔

چوتھی نعمت اس پانی کے ذریعہ پھل پیدا کرنا اور پھلوں سے انسان کی غذا پیدا کرنا ہے۔ پروردگار عالم کی چار مذکورہ صفات میں سے پہلی تین باتیں تو ایسی ہیں کہ ان میں انسان کی سعی وعمل تو کیا خود اس کے وجود کو بھی دخل نہیں بے چارے انسان کا نام ونشان بھی نہ تھا جب زمین اور آسمان پیدا ہو چکے تھے اور بادل اور بارش اپنا کام کر رہے تھے ان کے متعلق تو کسی بے وقوف جاہل کو بھی یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ یہ کام سوائے حق جل شانہ کے کسی انسان یا بت یا کسی اور مخلوق نے کئے ہونگے۔ ہاں زمین سے پھل اور پھلوں سے انسانی غذا نکالنے میں کسی سادہ لوح اور سطحی نظر رکھنے والے کو یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ یہ انسانی سعی وعمل اور اس کی دانشمندانہ تدبیروں کا نتیجہ ہیں کہ وہ زمین کو نرم کرنے اور کمانے میں پھر بیج ڈالنے اور جمانے میں پھر اس کی تربیت اور حفاظت میں اپنی محنت خرچ کرتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے دوسری آیات میں اس کو بھی صاف کر دیا کہ انسان کی سعی اور محنت کو درخت اُگانے یا پھل نکالنے میں قطعاً کوئی دخل نہیں بلکہ اس کی ساری تدبیروں اور محنتوں کا حاصل رکاوٹوں کو دور کرنے سے زیادہ کچھ نہیں یعنی انسان کا کام صرف اتنا ہی ہے کہ پیدا ہونے والے درخت کی راہ سے رکاوٹیں دور کرے اور بس۔

غور کیجئے کہ زمین کا کھودنا اس میں ہل چلانا اس میں سے جھاڑ جھنکاڑ کو دور کرنا اس میں کھاد ڈال کر زمین کو نرم کرنا جو کاشتکاروں کا ابتدائی کام ہے اس کا حاصل اس کے سوا کیا ہے کہ بیج یا گٹھلی کے اندر سے جو نازک کونپل قدرت خداوندی سے نکلے گی زمین کی سختی یا کوئی جھاڑ جھنکاڑ اس کی راہ میں حائل نہ ہو جائیں بیج میں سے کونپل نکالنے اور اس میں پھول پتیاں پیدا کرنے میں اس بے چارے کاشتکار کی محنت کا کیا دخل ہے۔ (معارف القرآن ص۱۳۴)

مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

اسلام، ایمان اور احسان

(۲) عن عمربن الخطاب(رضی اللّٰہ عنہ) قال بینما نحن عند رسول اللّٰہ ﷺ ذات یوم اذطلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یری علیہ اثرالسفر ولا یعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی ﷺ فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام فقال رسول اللّٰہ ﷺ الاسلام ان تشہد ان لا الہ الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا، قال صدقت قال فعجبنا لہ یسالہ ویصدقہ قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللّٰہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر وتؤمن بالقدرخیرہ وشرہ قال صد قت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال فاخبرنی عن الساعۃ قال ماالمسئول عنہا باعلم من السا ئل قال فاخبرنی عن امارا تہا قال ان تلد الامۃ ربتہا وان تری الحفاۃ العراۃ العا لۃ رعاء الشاء یتطا ولون فی البنیا ن قال ثم انطلق فلبثت ملیا ثم قال لی یا عمر اتدری من السا ئل قلت اللّٰہ ورسولہ اعلم قال فانہ جبرئیل اتا کم یعلمکم دینکم۔ (رواہ مسلم)

(ترجمہ) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے (اسی حدیث کی ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مجلس مبارک میں صحابہ کا ایک مجمع تھا اور حضرت ان سے خطاب فرما رہے تھے، فتح) کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہیں ہوتا تھا (جس سے خیال ہوتا تھا کہ یہ کوئی بیرونی شخص نہیں ہے) اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ

ہم میں سے کوئی اس نووارد کو پہچانتا نہ تھا (جس سے خیال ہوتا تھا کہ یہ کوئی باہری آدمی ہے تو یہ شخص حاضرین کے حلقہ میں سے گزرتا ہوا آیا) یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر دو زانو اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرت ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ حضور ﷺ کی رانوں پر رکھ دیئے اور کہا اے محمد! مجھے بتلایئے کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں کہ دل و زبان سے) تم یہ شہادت ادا کرو کہ اللہ کے سوا کوئی الہٰ (کوئی ذات عبادت و بندگی کے لائق) نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو، اس نووارد سائل نے آپ کا یہ جواب سن کر کہا آپ نے سچ کہا، راوی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے اور پھر خود تصدیق و تصویب بھی کرتا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا اب مجھے بتلایئے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخر یعنی روز قیامت کو حق جانو اور حق مانو اور ہر خیر شر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو (یہ سن کر بھی) اس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا مجھے بتلایئے کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی تم اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو کیونکہ اگر چہ تم اس کو نہیں دیکھتے ہو پر وہ تو تم کو دیکھتا ہی ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا مجھے قیامت کی بابت بتلایئے (کہ وہ کب واقع ہوگی) آپ نے فرمایا کہ جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے عرض کیا تو مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتلایئے؟ آپ نے فرمایا (اس کی ایک نشانی تو یہ ہے کہ) لونڈی اپنی مالکہ اور آقا کو جنے گی اور (دوسری نشانی ایک یہ ہے کہ) تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کر کے یہ نووارد شخص چلا گیا پھر مجھے کچھ عرصہ گزر گیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عمر! کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے تمہاری اس مجلس میں اس لئے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھا دیں۔ یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یہی واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی مروی ہے۔ (معارف الحدیث ص ۵۹)

مرسلہ: محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع وترتیب: حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ

O فرمایا سیوطی رحمہ اللہ نے ایک چھوٹے رسالہ میں سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ جب مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور جا کر سلام کیا چونکہ آپ سید تھے اس لئے سلام کا صیغہ بہ اختیار فرمایا السلام علیکم یا جدی جواب آیا وعلیکم السلام یا ولدی اس پر بے ساختہ ان سے دو شعر صادر ہوئے۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها تقبل الارض عنی وھی نائبتی

فھذہ دولة الاشباح قد حضرت فامدد یمینك کی تحظی بھا شفتی

فوراً قبر شریف سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس سے تمام مسجد منور ہوگئی اور سب لوگ بیہوش ہو گئے حضرت شیخ نے اس ہاتھ کو بوسہ دیا اس کے بعد بے ہوش ہو گئے اور مسجد کے دروازہ پر آ کر لیٹ گئے اور سب لوگوں کو قسم دی کہ مجھ کو پاؤں میں روند کر جاویں یہ انہوں نے جاہ کا علاج کیا۔

O فرمایا مولانا محمد یعقوب صاحب سے ایک مسئلہ سنا ہے جو بالکل صحیح ہے مگر کسی کتاب میں جزئیہ نہیں دیکھا کہ بقصد تبرک کسی کو اپنا کوئی ملبوس وغیرہ دینا حرام ہے کیونکہ اس میں اپنے آپ کو مقدس سمجھنا ہے ہاں اگر کوئی تبرک کی غرض سے مانگے تو اس کو تطییب قلب کیلئے کچھ دینا اس خیال سے کہ یہ اس کا گمان ہے معصیت نہیں۔

O فرمایا مولانا احمد حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کانپوری حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت درجہ عاشق تھے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے مولوی صاحب کو مکہ مکرمہ میں اس حالت میں دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب کا جوتا سر پر رکھے ہوئے زار زار رو رہے ہیں اور حضرت حاجی صاحب اندر تھے ان کو پتہ بھی نہ تھا۔

O فرمایا مجھ کو کسی کے سامنے کا بچا ہوا کھانا کھانے سے بہت انقباض ہوتا ہے بالکل کھایا

ہی نہیں جاتا البتہ ساتھ کھانے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی۔

O فرمایا حضرت مولانا گنگوہی سے کسی نے دریافت کیا کہ تحنیک کا (یعنی بچہ کے منہ میں کوئی چیز چبا کر ڈالنا جب بچہ پیدا ہو) کیا حکم ہے فرمایا کوئی دیندار عالم متبع سنت ہو تو مسنون ہے ورنہ بدعتی کا تھوک چٹانے میں کیا فائدہ۔

O فرمایا فقہاء نے تین موقعوں میں سلام منع کہا ہے (۱) جب کوئی طاعت میں مشغول ہو اس کو سلام نہ کرنا چاہئے (۲) اس طرح جب کوئی معصیت میں مشغول ہو (۳) اور تیسرا موقع یہ کہ حاجت بشریہ میں مشغول ہو۔

O فرمایا ڈاڑھی منڈوں کو سلام کرنے کے متعلق ایک تو طریق ہے دوسرا علاج ہے طریق تو یہ ہے کہ ان کو سلام نہ کرے اور علاج یہ ہے کہ اگر اپنے آپ کو ان سے اچھا خیال کرے تو سلام کرنا واجب ہے (بغرض علاج)۔

O فرمایا ایک درویش صاحب سماع مگر طریق سے واقف الٰہ آباد میں ملے مجھ سے مسئلہ سماع کے متعلق سوال کیا میں نے کہا یہ بتلائیں کہ اس طریق باطن کا حاصل کیا ہے انہوں نے کہا مجاہدہ یعنی خلاف نفس عمل کرنا میں نے کہا کہ اب سچ سچ کہو کہ سماع کی طرف نفس راغب ہوتا ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا بے شک میں نے کہا طریق کی حقیقت ہے مجاہدہ یعنی خلاف نفس کرنا اور سماع کی طرف ہمارے نفوس راغب ہیں اب ان دو مقدموں کے بعد بتلاؤ کہ سماع سننا مجاہدہ ہے یا ترک سماع اور یہ کہ مجاہد ہم ہیں یا تم انہوں نے کہا آج حقیقت سمجھ میں آئی۔

O فرمایا اہل قبور سے فائدہ ہوتا ہے کبھی مستفیض کے قصد سے اور کبھی بغیر اس کے قصد کے جیسے آفتاب سے بلا قصد بھی فائدہ ہوتا ہے۔

O (حضرت والا کے زانو میں درد تھا) فرمایا معالجہ کا وقت نہیں ملتا کام کو طبعًا معالجہ سے مقدم کرتا ہوں۔

O فرمایا رمضان میں اکثر عوام مردہ کے ایصال ثواب کے لئے کپڑے بنا کر دیتے ہیں یہ بھی ان کے قلب میں ایک قسم کی دین کی قدر و وقعت کی دلیل ہے۔

فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

اصلاحی مکاتیب

سالکین کے خطوط اور حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ کے جوابات

حال: بندہ امریکہ میں پڑھا شاید بندہ کے وسوسہ کا مصدر و منشاء کافر ملحد امریکہ سے تعلق ہے۔

ارشاد: ایسا نہیں اوپر گذر چکا ہے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وساوس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صریح ایمان فرمایا اس لئے یہ شبہ نہ کیا جائے۔

حال: بندہ جب اپنے جسم کی پیچیدگی اور دقت صنع وخلق کو دیکھتا ہے تو خالق کی قدرت کا یقین ہو جاتا ہے۔

ارشاد: یہ یقین ہی تو ان وساوس کا علاج اور تریاق ہے اس یقین کے ہوتے ہوئے فکر کی کوئی بات نہیں تمام فرعونی وساوس کے نگل لینے کیلئے یہ عصائے موسوی ہے۔

حال: اللہ تعالیٰ اس نا عاقبت اندیش کو وساوس سے نجات دلا کر بلا دلیل پہاڑ جیسا مضبوط ایمان عطا فرمائے۔

ارشاد: نجات مقصود نہیں اس فکر میں نہ پڑیئے یہ مضر نہیں بلکہ مفید ہے ؎

شہوت دنیا مثال گلخن است که ازو حمام تقویٰ روشن تر است

ان وساوس کی بدولت حمام تقویٰ روشن ہوتا ہے۔

حال: اللہ تعالیٰ منافقت سے نجات عطا فرما کر ایمان پر خاتمہ فرمائے (آمین)

ارشاد: یہ منافقت نہیں منافست ہے اس منازعت پر ترقی درجات ہے۔

حال: بندہ کی دینی حالت بہت خراب ہے کافر غرب کی محبت دل میں رچی ہوئی ہے ساٹھ سال کی عمر میں صالحات سے تاخیل ہے جیسے عمر بہت لمبی ہو آخری عمر میں عبادت کرلیں گے۔

ارشاد: یہی احساس اصلاح کا مژدہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حال: یہ معلوم نہیں کہ صبح کے وقت شام کی بھی مہلت ہے یا نہیں۔

ارشاد: درست اس کا استحضار مفید ہے۔

حال: بندہ خودرائی کا شکار ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے۔

ارشاد: ناشکری کا اعتراف بھی شکر نعمت ہے۔

حال: نعمتوں کا سوء استعمال ہے، وقت بہت ضائع کرتا ہے حالانکہ صحت وفراغت بہت قدر کی چیزیں ہیں۔

ارشاد: ان احساسات کے ساتھ اصلاح کی امید ہے، واللّٰہ یصلح اعمالکم ۔

حال: بچوں کی تربیت وتعلیم سے غفلت ہے۔

ارشاد: قوا انفسکم واھلیکم نارًا آیت پیش نظر رہنی چاہئے۔

حال: پہلے بچوں کو کتاب سنانے کا معمول تھا آج کل وہ بھی ترک ہے۔

ارشاد: ہمت کرکے معمول جاری کردیا جائے جب ترک ہو پھر ہمت سے کام لیا جائے یہی سلسلہ قائم رہے تو بس کامیابی ہے۔

حال: حالت ناگفتہ بہ ہے، یہ ضعیف محتاج التفات ہے، للّٰہ اس کی عاقبت وعافیت دارین کیلئے دعا فرمائیں۔

ارشاد: ان سب کے باوجود ہمت نہ ہاریں ناامیدی کی کوئی بات نہیں، شکر ہے کہ مریض کو اپنے مرض کا علم واحساس ہے علاج کی توقع ہے۔

حال: جب انسان ہوائی جہاز میں ریزرویشن کرالیتا ہے تو یہ احساس ہوتا ہے کہ اب وقت گزرتا جائے گا تاریخ موعود پر چل پڑیں گے، بندہ کا زندگی سے بھی اب یہ احساس پیدا ہوگیا ہے کہ اب یہ تھوڑے سے وقت کا مسئلہ ہے۔

ارشاد: یہ تصور تو بہتر ہے مگر اعتدال کے ساتھ، اگر غلو ہو جائے تو پھر انسان ہر کام سے رہ جائے اور خود کو بے کار سمجھنے لگے، ربّنا ما خلقت ھذا باطلاً انسان بھی اس میں داخل ہے۔

حال: بندہ کو حضرت والا دامت مکارمہ کے فیوض وبرکات سے وافر حظ عطا فرمائیں، آمین،

ارشاد: احقر کے کیا فیوض وبرکات ہیں البتہ اکابر کے فیوض وبرکات کا وسیلہ ہوسکتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

خطبۂ استقبالیہ

بخدمت شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

مقام: مدرسہ اسلامیہ محمودیہ سرگودھا۔ بتاریخ: ۷/مارچ ۲۰۰۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم اما بعد!

یہ ہم سب کیلئے کتنی بڑی سعادت اور خوش قسمتی ہے کہ اس وقت عالم اسلام ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کی عظیم شخصیت، نابغہ روزگار ہستی مایۂ ناز محدث مفسر بے بدل فقیہ اور عدیم النظیر مفکر و محقق شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم شیخ الحدیث و نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم کراچی وسابق جسٹس شریعت اپیلیٹ بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان ہمارے درمیان جلوہ افروز ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ ابھی کچھ دیر بعد ہم سے بصیرت افروز عارفانہ خطاب فرمانے والے ہیں حضرت علامہ عثمانی مدظلہم کی ذات گرامی اگرچہ کسی رسمی تعارف کی محتاج نہیں ہے کیونکہ بلاشبہ آپ ع آفتاب آمد دلیل آفتاب اور مشک آنست کہ خودببوید نہ کہ عطار بگوید نیز حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را وفي طلعة الشمس ما يغنيك عن زحل کے مصداق ہیں۔

حق تعالیٰ نے آپ کو ایسے کمالات علمیہ وعملیہ سے نوازا ہے کہ ان کے پیش نظر جس قدر بھی آپ کا تعارف کرایا جائے گا آپ کے مرتبہ سے یقیناً کم ہوگا کسی نے سچ کہا ہے:

على عن المدح حتى ما يزان به كانما المدح عن مقداره يضع

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ علم وعمل کے اس بحر ذخار اور روحانیت ومعرفت کے بحر بے کنار معارف وحقائق کے عمیق اور گہرے سمندر تک مجھ جیسے ادنیٰ درجہ کے طالب علم کی رسائی کیسے ہوسکتی ہے جبکہ بڑے بڑے شہسواروں کے گھوڑے بھی وہاں تک پہنچنے سے عاجز اور درماندہ نظر آتے ہیں اور ان کو بھی یہ کہنا پڑتا ہے:

کیف الوصال الی سعاد ودونها قلل الجبال ودونهن خیوف

تاہم حصول سعادت اور

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکره هو المسك ما کررته یتضوع

کے پیش نظر اپنے محترم سامعین کو نہایت اختصار کے ساتھ آپ کا تعارف کرانا مناسب سمجھتا ہوں:

احب الصالحین ولست منهم لعل اللّٰه یرزقنی صلاحا

محترم سامعین المحقق العصر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ ایک علمی روحانی اور نہایت باوقار قابل احترام خاندان کے چشم و چراغ بلکہ نیر تاباں اور آفتاب ہیں آپ کے جدامجد حضرت مولانا محمد یاسین صاحب دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور مدرس تھے جب کہ والد گرامی مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نہ صرف وہاں کے فاضل اور مدرس تھے بلکہ ایک عرصہ تک عہدہ صدارت افتاء پر بھی فائز رہے اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کے ساتھ تحریک پاکستان میں نمایاں حصہ لیا ہجرت کے بعد دارالعلوم کراچی کی بنیاد رکھی اور اس میں تفسیر حدیث فقہ و افتاء تصنیف و تالیف کے عنوان سے جو دینی علمی سیاسی خدمات سرانجام دیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

مفتی اعظم اور فقیہ النفس کا عظیم الشان لقب بجا طور پر آپ کی ذات گرامی کا جزو لاینفک ہے آپ کی تالیفات میں تفسیر معارف القرآن کی افادیت و شہرت سب کے سامنے ہے غرضیکہ حضرت علامہ عثمانی مدظلہم کا خاندان صحیح طور پر ع ایں خانہ ہمہ آفتاب است کا مصداق ہے۔

ولادت باسعادت

آپ اسی گھرانہ میں مورخہ ۵ رشوال المکرم ۱۳۶۲ھ میں اکتوبر ۱۹۴۳ء کو بمقام دیوبند ضلع سہارن پور پیدا ہوئے ہجرت کے بعد دارالعلوم کراچی پاکستان میں اردو فارسی کی ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۳۷۲ھ میں درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا ۱۶ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون پڑھ کر سند فراغت حاصل کی آپ نے دورۂ حدیث شریف کے امتحان میں نہ صرف اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی بلکہ دارالعلوم کی تاریخ میں ایک ریکارڈ قائم کیا جو اب تک قائم ہے۔

۱۹۵۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کا امتحان بھی امتیازی نمبروں سے پاس

کیا اور فراغت کے بعد تخصص فی الفقہ کی تعلیم مکمل فرمائی۔

۱۹۶۴ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی-اے کا امتحان پاس کیا۔

۱۹۶۶ء سے ماہنامہ البلاغ کے مدیر اعلیٰ ہیں اور ۱۹۸۹ء ماہنامہ البلاغ انٹرنیشنل انگریزی بھی آپ کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔

۱۹۶۷ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایل ایل بی کے امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

۱۹۷۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی کا امتحان فرسٹ پوزیشن میں پاس کیا۔

نومبر ۱۹۷۶ء میں نائب صدر دارالعلوم کراچی مقرر کیے گئے۔

ستمبر ۱۹۷۷ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن کی حیثیت سے تدوین قانون اسلامی کی اہم خدمت سرانجام دی، عرصہ دراز تک شریعت اپیلیٹ بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج بھی رہے۔

علاوہ ازیں شعبہ تصنیف وتالیف دارالعلوم کراچی کے نگران اور المجمع الفقہ الاسلامی جدہ ومعاشیات اور بنکنگ پر قابل قدر کام کے باعث اسلامی ممالک کے مختلف بینکوں میں شریعت نگرانی بورڈز اور سنڈیکیٹ آف کراچی یونیورسٹی کے ممبر بھی ہیں۔

درس وتدریس

دارالعلوم کراچی میں ۱۹۶۰ء سے حدیث وفقہ کے علاوہ مختلف اسلامی علوم کی تدریس کا آغاز فرمایا اور عرصہ دراز تک دورہ حدیث کی اہم کتاب ترمذی شریف کا کامیاب درس دیا کئی جلدوں میں آپ کی شرح ترمذی طبع ہو کر علماء وطلبہ کی علمی سیرابی کا حق ادا کر رہی ہے چند سال سے بخاری شریف کا درس آپ سے متعلق ہے اس طرح آپ دارالعلوم کراچی کی صدارت تدریس پر فائز اور عالم اسلام کے مایہ ناز محدث اور شیخ الحدیث ہیں آپ کو حق تعالیٰ نے تدریس کا زبردست ملکہ عطا فرمایا ہے اس میدان میں آپ تقریباً پچاس سالہ تجربہ رکھتے ہیں ہزاروں علماء کرام آپ کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہیں۔

تصنیف وتالیف

آپ کو حق تعالیٰ نے تقریر کے ساتھ تحریر کا بھی زبردست ملکہ عطا فرمایا ہے دور حاضر کے وہ اہم مسائل جن پر بہت کم لکھا گیا ہے آپ اکثر ان پر لکھتے ہیں آپ کی تحریریں انتہائی شگفتہ

اور جدید وقدیم طرز کا حسین امتزاج ہیں ۔اہم تصانیف میں بائبل سے قرآن تک ،علوم القرآن ، عصر حاضر میں اسلام کیسے نافذ ہو؟ ،تقلید کی شرعی حیثیت ،تکملہ فتح الملہم (عربی)۶ جلد ،جہانِ دیدہ ، درس ترمذی ۳ جلد ،عیسائیت کیا ہے؟ ،عدالتی فیصلے ،نقوش رفتگاں ، ہمارے عائلی مسائل ،اصلاحی خطبات ۱۱ جلد ،حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق ، ماہی النصرانیہ ،البحوث فی القضایا الفقہیہ ،ترجمہ مختصر تشریح قرآن کریم ۳ جلد وغیرہ شامل ہیں ۔

خدمات جلیلہ

تکملہ فتح الملہم آپ کا وہ عظیم علمی حدیثی کارنامہ اور ادبی وفقہی شاہکار ہے جس کی مثال صدیوں میں بھی ناپید ہے اسے دیکھ کر عالم اسلام کے ممتاز اہل علم محقق بالغ نظر فقہا حیران وششدر ہیں اس طرح پوری دنیا آپ کے علم وفضل کو دیکھ کر فقہ اور حدیث میں آپ کی فنی مہارت وحذاقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں اور اس طرح بجا طور پر آپ کو شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کا صحیح جانشین اور شیخ الاسلام مانا جاتا ہے ۔اسلامی نظریاتی کونسل میں طویل عرصہ تک اسلامی قوانین کی تدوین کا کارنامہ رہتی دنیا تک یادرکھا جائے گا اسی طرح شریعت اپیلیٹ بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان کے جسٹس کی حیثیت سے آپ نے جو تاریخی فیصلے صادر فرمائے ہیں وہ اسلامی عدالتی دنیا کا ایک عظیم تاریخی کارنامہ ہے بطور خاص سود کی حرمت سے متعلق آپ نے جس محنت اور اپنی خداداد ذہانت وبصیرت اور وفور علم وتفقہ کی بنیاد پر جو اہم بے مثال سنہری فیصلہ تحریر فرمایا یہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے پاکستان کی پوری تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی پوری دنیا میں اس وقت معاشیات کے حوالہ سے بے راہ روی اور بے دینی کا جو سیلاب ہے قرآن وسنت کی روشنی میں معاشیات کی صحیح ترجمانی وتعبیر اور پوری دنیا کے اس چیلنج کا مقابلہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر آپ سے جو بیش بہا علمی وعملی کام لیا ہے پوری دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے وللہ الحمد ، حق تعالیٰ آپ کی ان خدمات اور کارناموں کو قبول فرمائیں اور ان کے نفع کو عام وتام فرمائیں آمین ۔

روحانی مقام

حضرت اقدس ایک بلند علمی مقام پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف وسلوک اور

روحانیت کے بھی شہسوار اور امام ہیں حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالحی عارفی اور مسیح الامت حضرت شیخ مسیح اللہ خان صاحب قدس سرہما سے سلوک کی منازل کو طے فرما کر بہت جلد خلافت و اجازت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے اور اس وقت آپ ہزاروں مسلمانوں اور طالبان سلوک و ارشاد کی رہنمائی فرما رہے ہیں غرضیکہ ہر اعتبار سے حق تعالیٰ نے آپ کو جامع بنایا ہے کسی نے خوب کہا ہے

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم　　　کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

آپ کے اخلاق عالیہ اور فواضل و خصائل حسنہ بھی اپنی مثال آپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے تواضع جیسے اوصاف سے آپ کو اس طرح نوازا ہے کہ انسان اسے دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے۔

اظہار تشکر

گوناگوں علمی و دینی بے حد اور بے پناہ مصروفیات کے باوجود جامعہ اسلامیہ محمودیہ قینچی موڑ سرگودہا میں آپ کی تشریف آوری اہالیان ضلع سرگودہا پر بہت بڑا احسان اور کرم ہے اس پر سب حضرات آپ کے بے حد شکر گزار اور دعا گو ہیں کہ حق تعالیٰ صحت و عافیت اور سلامتی کے ساتھ آپ کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور عالم اسلام اسی طرح آپ کے فیوضات و برکات سے بہرہ ور ہوتا رہے آمین، ویرحم اللّٰہ عبدا قال امینا۔

آخر میں میں اپنے رفیق قدیم صدیق حمیم برادرم محترم و مکرم مولانا محمد اشرف علی صاحب زید مجدہم صدر جامعہ ہذا کو صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں جن کی مسلسل جد و جہد لگن اور بھرپور سعی و کوشش سے حضرت محقق العصر علامہ عثمانی مدظلہم کی تشریف آوری ممکن ہوئی اور ہم سب کو آپ کی زیارت اور آپ سے استفادہ کا موقع ملا۔

حماك اللّٰه عن شر النوائب　　　جزاك اللّٰه في الدارين خيرا

نیز بے ساختہ انہیں اس موقع پر یہ کہنے کو جی چاہتا ہے ؏ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

وهكذا تكون همة الرجال وعزيمة الابطال كثر اللّٰه فينا امثالكم۔ **فقط**

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

خادم جامعہ حقانیہ ساہی وال سرگودہا　۷/مارچ ۲۰۰۹ء

جمع وترتیب: مولانا سجاد حسین صاحب وسندے والی

خطاب

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

مقام: مدرسہ اسلامیہ محمودیہ قینچی موڑ سرگودھا۔ بتاریخ ۷/مارچ ۲۰۰۹ء

بعد الحمد والصلوۃ:

اعوذ با للّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم لا تحرك بہ لسا نك لتعجل بہ ان علینا جمعهٗ وقرانه فاذا قرأنه فا تبع قرانه ثم ان علینا بیا نه،صدق اللّٰہ العظیم۔

حضرات علماء کرام میرے عزیز طالبعلم ساتھیو! اورمعزز حاضرین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فضل وکرم ہے کہ آج آپ حضرات سے اس مبارک دینی درسگاہ میں ملاقات اور بات کرنے کا موقع اللہ جل جلالہ نے عطا فرمایا میں اس مدرسے کے صدر اپنے محترم بھائی مولانا اشرف علی صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ سعادت بخشی اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ یہ اس مدرسے کا سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے اور اس میں فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کو تقسیم اسناد اور شاید دستار بندی کا ارادہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان خدمات کو اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائیں اور ان طلبہ کو علم نافع اور عمل صالح سے سرفراز فرما کر دین کی خدمت کیلئے قبول فرمائیں۔

اس موقع پر مجھ سے یہ فرمائش کی گئی ہے کہ کچھ دین کی باتیں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کروں تو اس سلسلہ میں مَیں نے کچھ قرآن کریم کی آیتیں آپ کے سامنے پڑھی ہیں اور انہی کی تھوڑی سی تشریح عرض کرنے کی کوشش کروں گا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رضا کے مطابق بیان

کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

آیات کا شان نزول

یہ آیات جو میں نے ابھی پڑھی ہیں سورۂ قیامہ کی آیات ہیں اور ایک عجیب شان سے نازل ہوئیں ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ حضور نبی کریم سرور دو عالم محمد مصطفی ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو وحی کا آپ ﷺ پر بڑا بوجھ ہوا کرتا تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو بعض اوقات سخت جاڑے کی حالت میں آپ کی پیشانی مبارک پسینے سے تر ہوجایا کرتی تھی اتنا سخت پسینہ آتا تھا کہ سخت جاڑے میں بھی آپ کی پیشانی پر پسینہ نمودار ہوجاتا اور پیشانی پسینے سے تر ہوجایا کرتی تھی اور بوجھ اتنا ہوتا تھا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کاتب وحی بھی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ میری ران پر سر مبارک رکھے ہوئے تھے اس حالت میں آپ ﷺ پر جب وحی نازل ہونی شروع ہوئی تو اتنا بوجھ ہوا کہ مجھے ایسا اندیشہ ہوا کہ میری ران بوجھ سے پھٹ جائے گی۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ سواری پر سوار تھے اس حالت میں وحی نازل ہونی شروع ہوئی تو اس سواری پر اتنا بوجھ پڑا کہ ایسے لگتا تھا جیسے وہ سواری بیٹھ جائے گی اتنا بوجھ ہوا کرتا تھا (بھائی اگر یہ کیمرہ ہے تو اس کو بند کردیں براہ کرم) پہلی بار جو وحی نازل ہوئی تو اس سے آپ کو شدید جاڑہ لگ کر بخار آگیا اور پھر جب بھی وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوجایا کرتا تھا اور خاص کیفیت طاری ہوا کرتی تھی۔

ایک طرف تو وحی کے نزول کا بوجھ ہوتا تھا اور دوسری طرف سرکار دو عالم ﷺ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ جو قرآن نازل ہو رہا ہے یہ میں اچھی طرح یاد کرلوں کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں بھول جاؤں لہٰذا اس فکر کی وجہ سے جو الفاظ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے لے کر آتے تو حضور اقدس ﷺ ان کو ساتھ ساتھ دہراتے جاتے تھے، ایک طرف وحی کے نزول کا بوجھ اور دوسری طرف اس وحی کو یاد رکھنے اور اس کو دہراتے رہنے کا بوجھ یہ دوہری مشقت سرکار دو عالم ﷺ پر طاری ہوا کرتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرکار دو عالم ﷺ کو تسلی

ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم سرور دو عالم ﷺ کو ایک عظیم تسلی دی ہے اور سورۂ قیامہ میں یہ آیات بیچ میں اس طرح آئی ہیں کہ پہلے بھی قیامت کا ذکر چل رہا ہے اور بعد میں بھی قیامت کا ذکر آرہا ہے، کہ قیامت میں کیا ہوگا اور کیا ہولناک واقعات پیش آئیں گے، اور جو لوگ قیامت کو بھولے بیٹھے ہیں ان کو تنبیہ فرمائی گئی ہے، آگے پیچھے دونوں جگہ قیامت اور آخرت کا ذکر ہے بیچ میں یہ آیات آئی ہیں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں۔

اسی وجہ سے بعض علماء کرام نے یہ فرمایا کہ ایسا لگتا ہے کہ جس وقت یہ آیات نازل ہو رہی تھیں تو حسب معمول نبی کریم سرور دو عالم ﷺ اپنی زبان مبارک سے دہرا رہے تھے تا کہ بھول نہ جاؤں تو بیچ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو یہ تسلی دی لا تحرك به لسانك لتعجل به کہ آپ کو جلدی یاد کرنے کی فکر میں اپنی زبان کو ہلانے کی ضرورت نہیں، یہ قرآن جو نازل ہو رہا ہے جلدی سے یاد کرنے کے خیال سے آپ اس کو دہرایئے نہیں، اس کیلئے آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے، اس فکر میں نہ پڑیئے، کیوں؟ آگے فرمایا ان علینا جمعه وقرانه یاد رکھئے کہ یہ جو آپ کو فکر ہو رہی ہے کہ کہیں بھول نہ جائیں اور اس کو اچھی طرح یاد کر لیں تو یہ آپ کی ذمہ داری نہیں ہے کہ آپ اس کو یاد کریں یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ آپ کے سینہ میں اس کو محفوظ کریں اور ہم اپنے ذمہ لیتے ہیں کہ اس قرآن کو آپ کے سینہ اقدس میں محفوظ کر دیں گے ان علینا جمعه، لہٰذا اس فکر کو بھول جایئے یہ ہمارا کام ہے کہ جو قرآن آپ پر نازل ہوگا جوں ہی نازل ہوگا وہ آپ کے سینہ اقدس میں محفوظ ہو جائے گا اور کوئی دنیا کی طاقت اسے آپ سے بھلا نہیں سکتی لہٰذا آپ اس فکر سے بے پرواہ ہو جایئے آپ کو الفاظ دہرانے کی ضرورت نہیں تو ایک ذمہ داری ہماری یہ ہے کہ ہم اس کو محفوظ کر دیں گے، یاد کرا دیں گے۔

اب آپ حضرات اندازہ لگایئے کہ حضور اقدس نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اُمی بنایا ہے یعنی آپ لکھتے پڑھتے نہیں تھے لہٰذا ایسا نہیں تھا کہ قرآن کریم نازل ہو کر لکھا گیا تھا پھر آپ نے اس کو یاد کر لیا تھا وہ نازل ہوتا تھا اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے تھے اور وہ فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس میں محفوظ ہو جاتا تھا اور پورا قرآن آپ کو اس طرح یاد ہوتا تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کیلئے کسی مشقت، کسی محنت اور وقت لگانے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی ذمہ داری لی تھی ان علینا جمعہ۔

پھر ایک اور بات جو آگے فرمائی وہ یہ کہ صرف اتنا ہی نہیں کہ ہم اس قرآن کو آپ کے سینے میں محفوظ کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ذمہ داری لیتے ہیں کہ اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی ہم آپ کو سکھا دیں گے، اس کا پڑھنا بھی اور پڑھنے کا طریقہ بتانا بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم بتا دیں گے کہ کس طرح پڑھنا ہے۔

فاذا قرا ناہ فا تبع قرانہ جب ہم اپنے فرشتے جبرئیل امین علیہ الصلوۃ والسلام کی معرفت آپ کے سامنے پڑھیں تو جس طرح انہوں نے پڑھا ہے اسی طرح آپ بھی اس کی اقتداء کر کے ویسے ہی پڑھیئے تو کیا ہوا؟ ایک ذمہ داری یہ لی کہ اس کو محفوظ کرنا ہماری ذمہ داری ہے دوسری ذمہ داری یہ کہ اس کے پڑھنے کا طریقہ بتلانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

اور پھر آگے فرمایا ثم ان علینا بیا نہ کہ اس قرآن کی پوری تشریح وتفسیر اور اس کا صحیح مطلب سکھانا بھی ہمارے ذمہ ہے ثم ان علینا بیانہ ہم سکھائیں گے، ہم بتائیں گے کہ کس آیت کا کیا مطلب ہے؟ کس آیت سے کونسا حکم نکلتا ہے؟ کس آیت سے کیا تعلیم نکلتی ہے؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین ذمہ داریاں لیں یاد کرائیں گے، پڑھنے کا طریقہ ہم سکھائیں گے، اس قرآن کی تفسیر ہم تمہیں تعلیم دیں گے کہ اس کا صحیح مطلب کیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ تین ذمہ داریاں لے کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر جو بوجھ تھا وہ اُتار دیا کہ آپ کو بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں سب کام ہم کر دیں گے آپ تو جو جبرئیل امین لے کر آئیں وہ سنیئے اور سن کر جس طرح وہ پڑھ رہے ہیں بس اس طرح پڑھئے پھر سب کام آپ کے ہمارے ذمہ ہیں۔

مدارس دینیہ کی سعادت

اس میں جس بات کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب

تین ذمہ داریاں قرآن کریم کی لی ہیں یاد کرانا، پڑھنے کا طریقہ سکھانا اور پھر اس کی تفسیر اور تشریح کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان تینوں کاموں کو کس طرح انجام دلوایا کہ سرکار دو عالم ﷺ کو قرآن یاد کرایا پھر آپ کے ذریعہ قیام قیامت تک اس کو اس طرح محفوظ فرما دیا کہ حفظ کیا جا رہا ہے چہار دانگ عالم بچے بچے کے سینہ میں قرآن کریم کو محفوظ کردیا انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظو ن تو یہ جو دینی مدارس آپ کو مختلف جگہوں پر نظر آرہے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داری اپنے سر لی تھی تو اس ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ کسی طرح بھی پورا کرسکتے تھے لیکن ان دینی مدارس کی سعادت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس ذمہ داری کو پورا کرنے کا ذریعہ ان کو بنا دیا ہے۔

قرآن کریم کو محفوظ کرنے کی دنیا میں کوئی مثال آپ کو نہیں ملے گی کہ جس کو اس طرح محفوظ کیا گیا ہو، اگر فرض کرو خدا نہ کرے خدا نہ کرے قرآن کریم کے سارے مطبوعہ نسخے بھی ختم ہو جائیں تو سات آٹھ سال کے بچے کھڑے ہوکر قرآن کریم لکھوا دیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس طرح حفاظت کی، کہ کوئی امت، کوئی دین، کوئی مذہب، کوئی قوم اس کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔

مذہب عیسائیت اور انجیل

آج ساری دنیا پر عیسائیت کا غلبہ ہے مگر ان کی جو کتاب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل ہوئی تھی اس کا تو کچھ پتہ ہی نہیں کہ کہاں گئی، چار انجیلوں کے نام سے جو کتابیں چھپی ہوئی ہیں وہ درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح اور سیرت ہیں جن کو چار انجیلیں کہا جاتا ہے اور کسی سے پوچھو کہ بھائی تمہارے پاس اس کی کیا سند ہے کہ یہ واقعۃً ان لوگوں کی لکھی ہوئی ہیں جن کی طرف یہ منسوب ہیں کسی کے پاس کوئی سند نہیں۔

کس طرح ان چار کو انجیل مانا گیا؟

ایک زمانہ میں ۳۰۰ء تک انجیل کے نام سے دسیوں بیسیوں کتابیں چھپیں، دس میں کتابیں اکٹھی لکھی گئیں ہر ایک کا نام انجیل ہے ایک کہتا ہے کہ یہ مستند ہے دوسرا کہتا ہے کہ یہ مستند نہیں ہے، شاید تین سو سال کے بعد ایک کونسل بلائی گئی شہر نائس میں جو آج کل فرانس میں ہے اس زمانے میں اٹلی میں تھا ساری دنیا کے بڑے بڑے جگادری وہاں جمع ہوئے بھائی فیصلہ کرو کونسی

انجیل سچی ہے اور کونسی جھوٹی ہے تو سارا دن مناظرہ ہوتا رہا بحث ہوتی رہی کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا کہ کیسے پتہ چلائیں۔

آخر میں ایک شخص نے کہا کہ بھائی بحث مباحثہ سے تو کچھ پتہ چل نہیں رہا اب اللہ تعالیٰ ہی سے فیصلہ کراؤ، بھائی کیسے کرائیں؟ ایسا کرو کہ جتنی انجیلیں ہیں سب ایک میز پر رکھ کے ایک کمرے کے اندر ان کو بند کر دو اور سارے لوگ چاروں طرف مل کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ یا اللہ جو انجیل جھوٹی ہو وہ گر جائے اور جو سچی ہو وہ رہ جائے، لوگوں نے کہا اچھی بات ہے، وہ ساری کتابیں ایک میز پر رکھ دی گئیں اور لوگ چاروں طرف بیٹھ گئے، سب لوگ دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ جو جھوٹی ہو وہ گر جائے، صبح کو اٹھے کمرہ کھولا میز پر دیکھا تو ساری کتابیں گری پڑی تھیں چار انجیلیں اوپر رکھی تھیں جو آج انجیلیں کہلاتی ہیں۔ تو جو مؤرخ تاریخ میں یہ واقعہ لکھ رہا ہے وہ لکھتا ہے کہ سب نے ان انجیلوں کو تو مان لیا لیکن یہ تحقیق کسی نے نہیں کی کہ اس رات اس کمرے کے تالے کی چابی کس کے پاس تھی جس کمرے میں یہ ساری انجیلیں جمع کی گئیں تھیں اس کی تحقیق کسی نے نہیں کی اور جا کر کہا کہ ٹھیک ہے بھائی کہ اللہ میاں نے طے کر دیا کہ یہ چار کتابیں مستند ہیں باقی غیر مستند ہیں۔ یہ ہے حال ان آسمانی کتابوں کا۔

کوئی پوچھے کہ کسی کو یاد ہے؟ بائبل کو چھوڑ دو کہ بائبل تو بہت بڑا مجموعہ ہے لیکن صرف ایک انجیل کسی کو یاد ہے؟ کسی کو یاد نہیں۔ دنیا کی کوئی قوم، دنیا کی کوئی تہذیب، دنیا کا کوئی مذہب، دنیا کا کوئی دین اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا جس طرح اس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کی اور بچے بچے کے ذریعے کر دی۔

آج جب کوئی بچہ قرآن کریم حفظ کر رہا ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو کوئی تعلیم حاصل نہیں کر رہا، اس کو تعلیم ہی نہیں سمجھتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان بچوں کو اپنی ذمہ داری پورا کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

(جاری ہے)

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

ع گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

سرزمین ہند میں چند روز

دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجتماع منعقدہ ۱۴۰۰ھ میں شرکت اور تھانہ بھون، جلال آباد، نانوتہ کا یادگار سفر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ: عالم اسلام اور ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم دیوبند کی دینی، علمی، ملی خدمات تاریخ کا ایک سنہری باب اور اپنی مثال آپ ہیں۔ گذشتہ ڈیڑھ صدی کے عرصہ میں اس عظیم ادارے سے فیض پانے والوں کی تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ بلا مبالغہ لاکھوں میں ہے اور جن حضرات نے باقاعدہ طور پر اس جامعہ سے سند فراغ حاصل کی وہ بھی ہزاروں سے کم نہیں دارالعلوم دیوبند نے دین کے مختلف شعبوں تبلیغ، درس وتدریس، افتاء، تصنیف وتالیف، تربیت، قضاء، جہاد، سیاست وغیرہ میں جوگراں قدر خدمات انجام دی ہیں انکی تفصیل کیلئے ایک نہیں بہت سی ضخیم کتب کی ضرورت ہے وہاں کے فیض یافتہ اور فضلاء کرام کے کارناموں کے بیان کیلئے بھی بلاشبہ ہزاروں صفحات کی ضرورت ہے آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل انار کے درخت کے نیچے شروع ہونے والا مکتب اس وقت عالم اسلام اور ایشیاء کا عظیم دینی ادارہ ایک تحریک اور جامعہ ہے اور اس کا علمی فیضان دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکا ہے اللہ تعالی اس کو بایں ہمہ فیوضات وبرکات حفظ وامان کے ساتھ ہمیشہ قائم ودائم رکھیں اور اس کا فیض قیامت کی صبح تک جاری رہے، آمین ثم آمین۔

۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مئی ۱۸۶۶ء جمعرات کے روز وہ کس قدر بابرکت لمحہ تھا جب اس عظیم یونیورسٹی کی بنیاد وقت کے اولیاء کرام، علماء ربانی، اخلاص وصدق کے پیکر، علم وعمل کے جامع، تقویٰ کے پہاڑ، خدا پرست اور خدا مست اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھ کر خدا تعالیٰ کے حضور قبولیت کی گھڑی میں دست بدعاء تھے خدا تعالیٰ کو ان کا یہ عمل کس قدر پسند آیا ڈیڑھ صدی پر مشتمل اس ادارہ کی تاریخ اس پر شاہد عدل ہے جامعہ دارالعلوم دیوبند اپنے یوم تاسیس سے ترقی کی طرف گامزن تھا

دیکھتے دیکھتے چند سال کے عرصہ میں اس کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا اور سالانہ جلسوں کے ذریعہ اس کی تعلیمی،تعمیری کارکردگی سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا،لیکن ۱۳۲۸ھ کے بعد ۷۲ر سال تک تقسیم اسناد و دستار بندی کا کوئی اجتماع نہ ہو سکا اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فضلاء کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ارباب اہتمام کو شدت سے احساس تھا کہ دیوبند کی سرزمین پر ایک ایسا تاریخی اور عظیم اجتماع منعقد کیا جائے جس میں دارالعلوم کے فضلاء، مستفیدین احباب جمع ہوں اور انہیں ایک دوسرے سے ملنے اور زیارت واستفادہ کا موقع مل سکے، حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمی قدس سرہ کی سربراہی میں دارالعلوم دیوبند کے منتظمین نے اس نمائندہ اجتماع کا اہتمام کیا اور اس کیلئے ۲۱،۲۲،۲۳ر مارچ ۱۹۸۰ء بمطابق ۴،۵،۶ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ جمعۃ المبارک،ہفتہ،اتوار کا اعلان کر دیا گیا صد سالہ اجلاس دارالعلوم دیوبند کے نام سے یہ عالمی اجتماع انہی تواریخ میں دیوبند کی سرزمین پر بڑے تزک واحتشام سے منعقد ہوا دنیا بھر سے فضلاء ومستفیدین دارالعلوم اس میں شریک ہوئے اسلامی ممالک کے نمائندہ وفود سربراہان کے پیغامات بھی اس میں پڑھ کر سنائے گئے، پاکستان سے بھی آٹھ سو حضرات کا ایک قافلہ حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ کی قیادت میں شریک اجتماع ہوا حضرت اقدس والد ماجد مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہ فاضل دارالعلوم دیوبند کی معیت میں اس بابرکت اور تاریخی اجتماع میں شرکت اور حضرات اکابر علماء کرام کی زیارت،دیوبند،تھانہ بھون،جلال آباد،نانوتہ جانے کی سعادت احقر کو بھی اس سفر میں حاصل ہوئی، فللّٰہ الحمد ولہ الشکر۔

احقر حضرات اکابر کی زیارت، ملاقات اور بزرگوں کے مقامات اور مزارات پر حاضری کے سوا کچھ حاصل نہ کرسکا تاہم اپنے بڑوں کی رفاقت ومعیت میں ان مقامات تک رسائی بھی احقر کیلئے سعادت سے خالی نہیں ہے۔ ع بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

احب الصالحین ولست منھم لعل اللّٰہ یرزقنی صلاحاً

اس تاریخی اور یادگار سفر کے تأثرات اور مشاہدات تو صحیح معنی میں وہی حضرات لکھ سکتے ہیں جو اس کے اہل اور ارباب فضل وکمال اور صاحب قلم ہیں چنانچہ بہت سے حضرات نے اپنے

اپنے انداز میں اس موضوع پر لکھا اور بہت خوب لکھا خاص طور پر اس سلسلہ میں حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا مضمون انتہائی جامع اور مفید ہے احقر کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''سفرنامہ تھانہ بھون و دیوبند'' کے نام سے اپنے تأثرات کا اظہار فرمایا یہ دونوں مضامین طبع ہو چکے ہیں احقر ناکارہ کی حیثیت اس سفر میں محض ایک نوآموز طالبعلم اور خادم کی تھی جسے ان مقامات کے دیکھنے کا شدید اشتیاق اور اپنے بزرگوں اور اکابر سے محبت تو تھی لیکن اپنے دلی جذبات اور احساسات کے اظہار کیلئے نہ قلم و قرطاس سے تعلق تھا اور نہ ہی قوت بیان کہ صحیح طور پر اظہار مافی الضمیر کر سکے لیکن اس سب کچھ کے باوجود سفر سے واپس آ کر اس سفر کی سرگذشت لکھنے کا طبیعت پر اس قدر غلبہ ہوا کہ تمام تر نااہلی کے باوجود صد سالہ اجتماع کا آنکھوں دیکھا حال اور تھانہ بھون، جلال آباد، نانوتہ سے متعلق اپنی ناتمام یادداشت لکھ ڈالی جو ع دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی، کبھی بھول کر بھی خیال نہ آیا کہ یہ ناتمام تحریر شائع ہوگی، البتہ جب کبھی صد سالہ اجتماع کا ذکر ہوتا یا وہاں کی یاد دل پر غالب ہوتی تو سینے کے داغ کو تازہ کرنے کیلئے اس قصہ پارینہ کو لے کے بیٹھ جاتا اور اپنے احباب کو بھی سناتا وہ ازراہ محبت وہ محظوظ ہوتے اور اس کی اشاعت کا بھی کہتے لیکن احقر کو اس رائے سے کبھی بھی اتفاق نہ ہوا، بالآخر عزیز محترم مولوی محمد صدیق سلمہ اللہ تعالیٰ جو ماہنامہ الحقانیہ کے مدیر منتظم ہیں اس کی اشاعت پر مصر ہوئے اور انہوں نے اس کی کمپوزنگ کرا کے تصحیح کیلئے احقر کو دی احقر نے محض اس خیال سے کہ اس میں بعض اہم مقامات اور مقدس شخصیات کا تذکرہ ہے جو سب کیلئے باعث سکون ہے اس کی اشاعت کو گوارہ کر لیا ورنہ یہ کوئی مربوط و مضبوط مضمون نہیں ایک ناتجربہ کار نوآموز طالب علم کی بے ربط یادداشتوں کا ناتمام مجموعہ ہے، امید ہے کہ قارئین انہی حقائق کی روشنی میں اس کا مطالعہ فرماویں گے اور آج سے تیس سال قبل کے حالات کے تناظر میں ہی اسے پڑھا جائے گا احقر کی یہ سطور بھی ع تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی کا مصداق ہیں، اگرچہ ع حکایت لذیذ بود دراز گفتم بھی ایک حقیقت ہے، تاہم احقر پھر بھی معذرت خواہ ہے۔ اب اصل مضمون ملاحظہ فرماویں، فقط احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

۱۵/ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ ۱۲/اپریل ۲۰۰۹ء

آغاز سفر دیو بند

۱۹/مارچ ۱۹۸۰ء بمطابق یکم جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ بروز بدھ

آج کا دن ہمارے لئے بہت ہی خوشی اور مسرت کا دن تھا ہم صبح کو تقریباً پونے آٹھ بجے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے اور وہاں سے اپنے پاسپورٹ اور ویزے وصول کئے ہمیں اڈے پر پہنچانے کیلئے عمی المکرم والمحترم جناب سید عبدالعلیم صاحب ترمذی مدظلہم و چوہدری محمد شفیع صاحب مقیم نزد جامع مسجد حقانیہ ساہیوال سرگودھا ہمارے ساتھ آئے ہوئے تھے تقریباً تمام حضرات جو اجلاس صد سالہ میں شرکت کیلئے اپنے کاغذات مکمل کرا چکے تھے لاہور ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے حضرت والد محترم اور حکیم حاجی عبدالعزیز صاحب اور یہ احقر بھی ان میں شامل تھا ہم اپنے ملنے والوں کو مل کر اندر چلے گئے ہمارے سامان پر سبز لکیریں لگا دی گئیں اور پاسپورٹ درج کر لئے گئے اس کاروائی کے بعد ہم آگے ریلوے پلیٹ فارم پر پہونچے اور اپنے لئے جگہ تلاش کر کے سیٹوں پر بیٹھ گئے حضرت مولانا صادق حسین شاہ صاحب مہتمم مدرسہ علوم الشرعیہ غلہ منڈی جھنگ صدر بھی ہمارے ساتھ تھے ادھر ایک بڑی سیٹ پر پہلے ہی مولانا شمس الرحمٰن صاحب فیصل آبادی اور مولانا عبدالعزیز صاحب گجرانوالہ موجود تھے اب ہم چھ افراد ایک ہی جگہ اکٹھے ہو گئے اور سفر سے واپسی تک ہم ساتھ ہی رہے لوگ جگہ جگہ گاڑی میں سامان رکھ کر سوار ہو رہے تھے بڑے بڑے علماء اس گاڑی میں بیٹھ رہے تھے یہ اسپیشل گاڑی اسی قافلہ کیلئے مخصوص تھی اس قافلہ کے علاوہ کوئی آدمی اس میں سوار نہیں ہو سکتا تھا ہمیں بیٹھے ہوئے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب راولپنڈی ہمارے ہی ڈبہ میں خالی جگہ پر بیٹھنے کیلئے آ گئے احقر نے انہیں پہلی دفعہ دیکھا اور مصافحہ بھی کیا پھر وہ ہم سے ایک سیٹ چھوڑ کر دوسری سیٹ پر بیٹھ گئے گیارہ بجکر بیس منٹ پر یہ اسپیشل گاڑی اٹاری کیلئے روانہ ہوئی اور فلک شگاف نعروں کی گونج میں اس قافلہ کو رخصت کیا گیا ہم خدا خدا کر کے سوا بارہ بجے اٹاری پہنچ گئے اور ظہر کی نماز وہیں ادا کی پھر ایک بڑی قطار میں لگ کر اپنے پاسپورٹ چیک کرائے اور ویزے کے کاغذات بھی متعلقہ افراد کو دے دیے اور اٹاری سے دیوبند ایکسپریس میں بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بڑی آرام دہ جگہ مل گئی اٹاری میں ہی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاون کی طرف سے سب حضرات کا

اکٹھا ٹکٹ حاصل کرلیا گیا تھا اور کرنسی بھی ہم سب کو وہیں اٹاری پر مل گئی قافلہ والوں کو ایک طرف کے ٹکٹ میں ہی دونوں طرف کے کرایہ کی سہولت انڈیا ریلوے نے دیگر خصوصی رعایت اور تعاون کا مظاہرہ کیا عصر کے وقت گاڑی روانہ ہوئی اور فجر کی نماز دیوبند کی مقدس سرزمین پر نئے اسٹیشن قاسم پورہ میں ادا کی مجھے رات کو بڑا سخت بخار ہو گیا اور یہ بخار اگلے دن تک جاری رہ کر ختم ہوا، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور اکابرین دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کی برکت سے اس ناکارہ کو صحت وعافیت عطا فرمائی۔

نماز کے بعد دیوبند کے اسٹیشن پر اتر کر ہم پیدل مجلس استقبالیہ تک پہونچے اور راستہ میں دارالعلوم کی پرشکوہ عمارت کا عجیب منظر بھی سامنے آیا اسے دیکھ کر آنکھیں حیران ہو رہی تھیں کہ آج تک انہوں نے ایسی عمارت خواب میں بھی نہیں دیکھی تھی۔ یہ جمعرات کا دن اور ۲۰ مارچ کی بیس تاریخ تھی اب ذیل میں ہر تاریخ کے الگ الگ کوائف ملاحظہ فرماویں۔

۲۰/ مارچ ۱۹۸۰ء بمطابق ۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہم مجلس استقبالیہ میں پہونچ چکے تھے وہاں پر بڑے اعلیٰ پیمانہ پر فضلاء وغیرہ کے پتہ جات کا مکمل ریکارڈ موجود تھا نام وسن فراغت بتلانے پر فوراً ریکارڈ سے اس کے کوائف نکال لئے جاتے تھے فضلاء دارالعلوم کو کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہیں آئی، وہاں سے نودرہ احاطہ مولسری جانا ہوا اور پھر احاطہ دفتر میں گئے وہاں کمرہ نمبر ۱۹ جس میں حضرت والد ماجد دامت برکاتہم زمانہ تعلیم میں رہائش پذیر رہے کو دیکھا بعد ازاں پنڈال میں پہونچے وہاں پاسپورٹ کا اندراج کرایا اور دخول کی مہر لگوائی گئی، فضلاء دارالعلوم کو ظہر کی نماز سے پہلے دستار فضیلت حاصل کرنے کیلئے کارڈ تقسیم کئے گئے اور کھانے کے ٹکٹ اور لگانے کے بیج جس پر فاضل دارالعلوم لکھا ہوا تھا دیئے گئے، نیز ایک کارڈ پر اپنا نام ولدیت اور دارالعلوم دیوبند کے زمانہ میں پڑھتے وقت جو پتہ تحریر کروایا گیا تھا لکھ کر دستار فضیلت حاصل کرنے کیلئے تقسیم کنندہ کو دینا تھا وہ بھی دے دیا گیا۔

وہاں سے فارغ ہونے کے بعد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ کے مکان پر گئے اس وقت مجھ کو سخت بخار تھا چنانچہ آرام کیلئے یہاں سے ایک مکان پر حضرت والد صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ چلا گیا اور وہاں ساری رات بخار میں گزاری صبح کو

آنکھ کھلی دو تین دفعہ حضرت والد صاحب نے دوا بھی پلائی بحمد اللہ تعالیٰ بخار ختم ہوا، رات کو حضرت مولانا صادق حسین صاحب، مولانا شمس الرحمٰن صاحب، مولانا عبدالعزیز صاحب بھی وہیں پہنچ گئے تھے لیکن مجھ کو ان حضرات کی آمد کا کچھ علم نہیں ہوا صبح کو آنکھ کھلنے پر معلوم ہوا کہ جمعۃ المبارک کا عظیم الشان دن ہے اور آج سے دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس کی تقریبات کا انعقاد ہو رہا ہے رات کو ایک بار میں نے حضرت والد صاحب مدظلہ سے پوچھا کہ جلسہ شروع ہوگیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابھی تو رات ہے کل جمعۃ المبارک ہے، جمعۃ المبارک کی نماز پڑھنے کے بعد جلسہ شروع ہوگا۔

۳ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ جمعۃ المبارک بمطابق ۲۱ مارچ ۱۹۸۰ء

آج کا دن دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کی تقریبات کا آئینہ دار تو تھا ہی مگر یہ مبارک دن برسوں سے مکرم ومعظم اور لائق صد احترام چلا آ رہا ہے دیوبند کے اندر سو مساجد ہیں اور سب مسجدوں میں جمعہ منعقد ہونے کے باوجود نمازیوں کو نماز پڑھنے کی جگہ بوجہ کثرت ہجوم کے میسر نہ آ رہی تھی ہم میدان میں پہونچ گئے منتہائے نظر تک آدم ہی آدم تھا ایسا عظیم اجتماع اور مسلمانوں کی عظمت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آج تک میں نے نہیں دیکھا تھا حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے خطبہ کے بعد جمعۃ المبارک کی نماز پڑھائی ہم پنڈال سے بہت دور تھے لیکن جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد بڑی مشکل سے پنڈال میں پہونچ گئے، جلسہ کی کاروائی کا آغاز ہوا شیخ عبدالصمد قاری عبدالباسط مصر کے مشہور قاری نے تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا افتتاح فرمایا، حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی نے خطبہ استقبالیہ پڑھ کر سنایا۔

بھارت کی وزیراعظم اندرا گاندھی بھی اسٹیج پر پہنچ چکی تھی اس نے بھی تقریباً سات منٹ تک تقریر کی اور اکابرین دارالعلوم کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی بڑی تعریف کی۔ اسی اجلاس میں مملکت عربیہ سعودیہ کے فرمانروا شاہ خالد کی طرف سے دارالعلوم کیلئے دس لاکھ روپے کے عطیہ کا اعلان ہوا۔ مجمع کنٹرول سے باہر تھا ہم نے عصر کی نماز پنڈال سے باہر پڑھی۔

عصر کی نماز عیدگاہ میں جماعت سے ادا کی اور امام العصر حضرت الشیخ علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جو عیدگاہ کے بالکل قریب ہے فاتحہ خوانی کی اور وہاں

سے قاسمی قبرستان کا راستہ لیا جہاں دارالعلوم کے بانی اور مدرسین اور معاونین کی مبارک قبریں ہیں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، حضرت حاجی عابد حسین صاحب، حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا محمد احسن نانوتوی، حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی، حضرت مولانا اعزاز علی صاحب، مولانا سید محبوب صاحب رضوی رحمہم اللہ وغیرہ اکابرین دارالعلوم دیوبند کے مقدس ترین نفوس اس خاک پاک میں محو خواب ہیں ان سب حضرات کی قبروں پر فاتحہ خوانی کی گئی خدا تعالیٰ انکی سعی کو قبول فرماویں اور انکے درجات بلند فرمائیں، آمین ثم آمین۔ یہاں سے ہم سیدھے گھر چلے گئے اور رات کی نشست میں شرکت نہیں ہوسکی۔

۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ بمطابق ۲۲ مارچ ۱۹۸۰ء

آج کا دن فضلاء دارالعلوم کیلئے بڑی تاریخی کا حامل تھا، آج ہی کے دن فضلاء دارالعلوم کو تقسیم دستار کا پروگرام بنایا گیا تھا اور اسی تاریخ کو آج سے ایک سو تین سال پہلے ۱۲۹۷ھ کو حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما ہوئے تھے رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وغفرلہ مغفرۃ ظاھرۃ وباطنۃ اللّٰھم ارفع درجاتہ فی اعلی علیین، آمین۔

ساڑھے آٹھ بجے جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی ہم بروقت پہونچ گئے تھے فضلاء کیلئے اسٹیج کے قریب جگہ مخصوص تھی دارالعلوم کے رضا کاران کو وہاں تک پہونچانے میں بہت مدد کر رہے تھے چونکہ سب فضلاء نے بیج لگائے ہوئے تھے اس لئے ان کو وہاں تک پہونچنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہیں آئی، گذشتہ روز کے اعلان کے مطابق آج کا پروگرام دستار بندی و تقسیم کیلئے مخصوص کیا گیا تھا لیکن چونکہ مقررین بہت آئے ہوئے تھے اس لئے یہ پروگرام ظہر کے بعد پر ملتوی کر دیا گیا۔

اس اجلاس میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کا پیغام بھی انکے نمائندے نے پڑھ کر سنایا اور تقریباً دس منٹ تک حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہم نے بھی تقریر فرمائی اور اس سے پہلے مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کا اردو اور عربی میں بڑا شاندار اور پر جوش

ہوشمندانہ خطاب ہوا آپ کا بیان ع ندوہ ہے زبان ہوشمند کا آئینہ دار تھا۔

آخر میں دستار بندی کا سلسلہ شروع ہوا سب سے پہلے حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کی دستار بندی ہوئی پھر چند مخصوص فضلاء کی دستار بندی ہوئی مجمع کے ہجوم اور کنٹرول سے باہر ہونے کی وجہ سے کاروائی ختم کر دی گئی اورظہر کے بعد تقسیم دستار کا اعلان ہوا۔ ہم وہاں سے اٹھے اور کھانے کے بعد نماز پڑھی اور پھر پنڈال میں پہونچ گئے تلاوت کلام پاک سے اس نشست کا آغاز ہوا فضلاء کو انکی مخصوص جگہ پر بٹھلا دیا گیا پھر دارالعلوم کا ترانہ ''یہ علم وعمل کا گہوارا تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے'' دو طالبعلموں نے خاص انداز میں پڑھا اور اس کے بعد ایک غیر ملکی قاری صاحب نے تلاوت کی بعد ازاں مصر کے معروف قاری شیخ عبد الصمد عبد الباسط نے تقریباً پون گھنٹے تک تلاوت فرمائی ہمیں یہ سارا نظارا واضح طور پر دکھائی دے رہا تھا کیونکہ اس نشست میں مکمل سکون اور آرام تھا عوام بڑی خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس تلاوت کے بعد جناب قاری محمد سالم صاحب نے اعلان کیا کہ انڈیا اور پاکستان وغیرہ سے انٹرویو کیلئے ریڈیائی حضرات آئے ہوئے تھے اس لئے وہاں مصروفیت کی وجہ سے ہم اس پروگرام میں حاضر نہ ہو سکے اور تقسیم دستار کا سلسلہ بھی شروع نہ ہو سکا ان شاء اللہ رات کو تقسیم دستار ہوگی، اس اعلان کے بعد چند غیر مسلم حضرات کی تقاریر بھی ہوئیں اور عصر کی اذان پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

ہم عصر کی نماز پڑھ کر گھر آ گئے اور عشاء کی نماز کے بعد پنڈال میں پہونچے جلسہ کی کاروائی شروع تھی مفتی عمان نے بڑی لاجواب تقریر کی ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ بھی ہوتا رہا اس نشست کی صدارت کیلئے مولانا غلام اللہ خان صاحب راولپنڈی کا نام پیش کیا گیا تھا آخر میں دستار فضلیت تقسیم ہونے سے پہلے صدر جلسہ کی خواہش پر ان کو تقریر کرنے کیلئے وقت بھی دیا گیا مگر انہوں نے ایک لکھی ہوئی تحریر پڑھ کر سنانی شروع کی عوام دستار کی تقسیم کا منظر دیکھنے کیلئے بے چین تھے ادھر فضلاء کرام بھی اس کیلئے بے قرار نظر آرہے تھے اس لئے ان کو جلد ہی یہ تحریر ختم کرنی پڑی فضلاء دارالعلوم کارڈ دیکر دستار فضلیت حاصل کر رہے تھے بیحد ہجوم تھا ایک دفعہ اعلان کے ذریعہ اس سلسلہ کو منقطع کر دیا گیا بعد میں پھر منظم طریقہ سے اس کا اجراء ہوا۔ حضرت والد صاحب مدظلہم

نے بھی کارڈ دیکر دستار فضیلت حاصل کی جس عنوان پر جلسہ کا انعقاد تھا بفضل اللہ تعالیٰ وہ پورا ہوا رات کا ایک بج چکا تھا اس لئے ہم گھر آ گئے اور کچھ دیر آرام کر کے فجر کی نماز پڑھی۔

۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ بمطابق ۲۳ر مارچ ۱۹۸۰ء

آج کا دن صد سالہ اجلاس کا آخری دن تھا ہم دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہم کی تقریر کے آخری حصہ میں پہونچے ہم پہلے مسجد چھتہ گئے اور وہ انار کا درخت دیکھا جس کے نیچے آج سے ایک سو سترہ سال پہلے علم وعرفان کا یہ چشمہ پھوٹا تھا جس نے پوری دنیا کو علم وعرفان کی دولت سے سیراب کر دیا بعد ازاں ہم دارالعلوم کے کتب خانہ میں گئے پہلے نیچے کھڑے رہے جہاں کچھ کتابوں کا ذخیرہ سجا ہوا تھا اور لوگ زیارت کر رہے تھے۔ہم نے پہلے اسے دیکھا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ایک صاحب کا ذاتی کتب خانہ ہے جو انہوں نے بڑی جان کاہی اور محنت سے اکٹھا کیا ہے اس میں بہت ہی نادر مخطوطات اور علمی جواہر پاروں کا ذخیرہ تھا کوئی کتاب ہی ہوگی جو مطبوعہ ہو اکثر کتب قلمی تھیں اور بڑے پاکیزہ اور دیدہ زیب خط کے ساتھ انکو تحریر کیا گیا تھا چونکہ ہمارے پاس وقت ازحد کم تھا اس لئے جلد ہی وہاں سے چل دیے باہر پہونچے تو مالک کتب خانہ نے حضرت والد صاحب کو باصرار کہا کہ آپ اپنے تأثرات اس رجسٹر پر قلمبند فرمادیں چنانچہ حضرت والد صاحب نے مختصر طریقہ پر انکی دلجوئی اور ہمت افزائی کیلئے چند سطور تحریر فرمادیں پھر دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ کی زیارت کیلئے زینہ کے ذریعہ اوپر چڑھے وہاں بھی قلمی مخطوطات اور مطبوعہ کتب کا بے شمار ڈھیر لگا ہوا تھا تمام کتابیں سلیقہ سے سجی ہوئی تھیں ہر کتاب اپنے فن کے مطابق اپنی جگہ محفوظ تھی دارالعلوم کے اس عظیم الشان کتب خانہ میں ایک لاکھ سے زیادہ کتابوں کا بے مثال اور قابل قدر ذخیرہ موجود ہے۔

ہم نے ان کمروں کا جلدی سے گشت کیا اور سرسری نظر سے کتابیں سجی ہوئی دیکھیں وہاں شیشوں کی الماریوں میں قلمی قرآن مقدس بھی بڑے ادب اور نہایت عزت وتوقیر کے ساتھ سجائے ہوئے تھے ان قلمی جواہر پاروں میں سلطان اعظم اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۱۸ھ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مقدس بھی موجود تھا یہ قرآن پاک اورنگ زیب عالمگیر نے

نہایت پاکیزہ اور عمدہ خطاطی میں لکھا تھا قرآن مقدس کا ۲۴واں پارہ کھلا ہوا تھا میں نے پہلی بار سلطان مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مقدس دیکھا اگرچہ مجھے عرصہ دراز سے یہ شوق دامن گیر تھا کہ میں سلطان مرحوم کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن مقدس کی زیارت کروں کیونکہ ان کی پاکیزہ لکھائی اور عمدہ خط کے کئی واقعات میں پڑھ چکا تھا دارالعلوم دیوبند کے عظیم کتب خانہ کی برکت سے بحمد اللہ تعالیٰ آج میری یہ تمنا پوری ہوگئی ،اس مصحف مقدس کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مقدس کے لکھنے کا جیسا حق تھا سلطان مرحوم نے گویا اس کو ادا کر دیا ۔اس قرآن پاک کا ہر صفحہ دس سطروں پر مشتمل تھا جس کی ہر پانچویں سطر نہایت عمدہ اور جلی تھی ۔

یہاں سے ہم دارالعلوم احاطہ مولسری میں پہونچے اور پھر دارالحدیث اور دارالتفسیر کی زیارت کی وہاں سے دارالعلوم کی مسجد میں گئے اس کے بعد حضرت اقدس مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی مسجد کی اندر سے زیارت کرتے ہوئے جلسہ گاہ میں پہونچے حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہم تقریر فرما رہے تھے انکی تقریر کے بعد حضرت حکیم الاسلام مدظلہم نے اختتامی تقریر فرمائی اس میں اس صد سالہ یادگار عظیم الشان اجلاس کے حالات بیان کئے گئے تھے اور پھر دعا فرمائی جس پر یہ اجلاس صد سالہ اختتام کو پہونچا ۔

یہ عظیم اجتماع نہایت اہمیت وعظمت کے ساتھ تین یوم جاری رہا اور عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا ،اور بحمد اللہ اس عظیم اجتماع کے انعقاد کے جمیع مقاصد باحسن طریق پورے ہوئے شرکاء اجلاس کو منتظمین جلسہ نے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے دی بڑے اعلیٰ پیمانہ پر وسیع انتظامات کئے گئے پانی اور کھانے سونے کا مکمل انتظام تھا ۔غرضیکہ کسی آدمی کو کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہوئی یہ تمام حسن کارکردگی دارالعلوم کے اس عظیم الشان صد سالہ اجتماع کے ناظمین واراکین اور معاونین کی ہے خدا تعالیٰ ان سب کو کامیاب فرمائیں اور انکی سعی کو قبول فرمائیں اور ان کو جمیع مقاصد حسنہ میں ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار رکھیں اور اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم کے فیض کو اور عام تام فرمائیں اور اس سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی اور اس مادر علمی کو بغیر کسی خطرہ کے ہمیشہ اپنے امن وحفاظت میں رکھیں ،آمین ۔

مدرسہ کے جمیع اساتذہ کرام ،طلباء، اراکین ومعاونین اورمجلس شوریٰ کے اراکین علمی، عملی وجاہت کے باوجوداعلیٰ قسم کے اخلاق کے مالک ہیں دارالعلوم کے مدیرحکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمدطیب صاحب مدظلہ بڑے رحم دل اوررحیم وشفیق ہیں پچاسی سال سے زیادہ عمرہونے کے باوجودتقریروتحریرمیں آپ مثل جوانوں کےسرگرم عمل ہیں خداتعالیٰ اس سایۂ رحمت ورأفت کوتادیرقائم ودائم رکھیں اورہم جیسے بےعلموں کوانکےعظیم اورقابل قدرعلوم وفیوضات سےمستفید ہونے کازیادہ سےزیادہ موقع عطافرمائیں،آمین ثم آمین بحرمة النبی الکریم علیه وعلیٰ آله الف الف صلوٰة وتسلیم ۔

جلسہ کےختم ہونے کےبعدہم واپس اپنے مقام پرجارہےتھےراستہ میں بازارسے کتاب تاریخ مظاہر کی دوسری جلداورمعجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب خانہ سےخریدیں پھرمسجد چھتہ میں چلے گئےحضرت مولانامفتی جمیل احمدصاحب تھانوی مدظلہم مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہورکاگرامی نامہ جناب حضرت مولانامفتی محمودحسن صاحب مدظلہم صدرمفتی دارالعلوم کودیااور وہاں سےہم سیدھے گھرپہونچے،اگلے دن ۲۴/مارچ کودس بجے رات ہماری روانگی تھی اس لئے ہم نےاپنے پاسپورٹوں پرخروج لگوالئے تھےتاکہ ۲۴/تاریخ کوازدحام کی وجہ سےخروج لگوانے میں دقت نہ پیش آئے ہماراویزاپندرہ یوم کاتھالیکن ہم جس اسپیشل ٹرین میں انڈیاآئےتھےاسکی روانگی دس بجے رات ۲۴/مارچ کوتھی اسی ٹرین کےذریعہ ہماراواپسی کاارادہ تھااس لئےخروج وغیرہ لگواکرجانےکامکمل پروگرام بنالیاتھا۔

اس پندرہ یوم کےویزےمیں اگرچہ دیوبندسےباہرجانے کی اجازت نہ تھی مگرہمیں گھر جاکرشام کومعلوم ہواکہ حکومت کی اجازت پربعض حضرات دہلی وغیرہ جارہے ہیں ہم تھانہ بھون جانے کےسخت مشتاق تھےلیکن اب توخروج لگواچکے تھےاس لئے قانونی طورپرتھانہ بھون کیلئے اجازت کی صورت نظرنہیں آرہی تھی مگرچنداورجانے والوں نے بتلایاکہ آپ کل تھانہ بھون چلے جائیں کسی قسم کی کوئی دقت نہیں پیش آئی گی،چنانچہ ہم اس نیت اورارادہ سے کہ کل نمازفجرکےبعد پہلی بس سےتھانہ بھون روانگی ہوگی لیٹ گئے۔ (جاری ہے)

مولوی محمد عبداللہ چنیوٹی

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا منہج

تحقیقی جائزہ (قسط۱۴)

۳۔احکام جنائیہ

جن کا تعلق مکلّف سے صادر ہونے والے جرائم اوران سزاؤں سے ہے جن کا مجرم مستحق ہوتا ہے اوراس سے مقصود لوگوں کی زندگی ، اموال،عزتوں اورحقوق کی حفاظت ہے اور جس پر جنایت ہوئی ہےاس کے مجرم اورباقی لوگوں کے ساتھ تعلق کی تحدید مقصود ہوتی ہے۔

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۳۸ السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزاء بما كسبا نكا لا من الله والله عزيز حكيم فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله غفور رحيم۔

بیان السرقة

قال في التفسيرات الاحمدية :والمقصود ان هذه الاٰية في بيان حد السرقة وقد نزلت في حق طعمة بن ابيرق او هي عامة في حق الناس على ما نص به الزاهدى وعلم منها ان السارق يجب قطع يده فلابد من بيان معنى السرقة۔

فالسرقة ركنها الاخذ خفية وشرطها ان يكون مالا محرزا مملوكا نصا بهاربع الدينار عندالشافعي وثلاثة دراهم عندمالك وعشرة دراهم عندنا فان اخذ غيرخفية اوسرق غير مال مثل الاشربة المطلوبة اومالاغير محرزمثل ان يسرق من بيت ذى رحم محرم وبيت زوجه وعرسه ومن مضيفه ومثل ان طر صرة من خارجها فاخذ المال اوما لا محرزا غير

مملوك لاحد مثل مال الوقف اوسرق اقل من عشرة دراهم لايجب القطع في هذه الصور ولكن يجب ردمااخذ ان كانت قائمة وضمان قيمتها ان كانت هالكة والصور المتفرعة على هذه القيود اكثرمن ان يحصى ذكرت في الهداية وسنذكر بعضامنها وانما يثبت بالاقرار مرتين وشهادة رجلين عندالامام بعد ان بينا ها كيف هي وماهي ومتى هي واين هي وممن سرق والمراد من اليد اليمنى ويؤيده قرأة ابن مسعود ايمانهما ولذا شاع وضع الجمع موضع المثنى كمافي قوله تعالى: فقدصغت قلوبكما اكتفاء بتثنية المضاف اليه وهواسم لتمام العضو ولذا ذهب الخوارج الى ان المقطع هوالمنكب والجمهور على انه الرسغ نص به الكشاف والبيضاوى۔

الاجماع على ان المراد باليد المقطوعة باول السرقة هى اليمنى

وفي الاحكام للجصاص قال ابوبكر :لم تختلف الامة في ان اليد المقطوعة باول سرقة هي اليمنى فعلمنا ان مراد الله تعالى بقوله ايديهما ايمانهما فظاهر اللفظ في جمعه الايدى من الاثنين يدل على ان المراد اليد الواحدة من كل واحد منهما : كقوله تعالى :ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما لما كان لكل واحد منهما قلب واحد اضافه اليهما بلفظ الجمع كذلك لما اضاف الايدى اليهما بلفظ الجمع دل على ان المراد احد اليدين من كل واحد منهما وهي اليمنى۔

سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۳۸ السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزاء بما كسبا نكالا من الله والله عزيز حكيم فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله غفوررحيم کے تحت **تفسیرات احمدیہ** کے حوالے سے حد سرقہ کی **تفصیلات واحکامات** بیان فرماتے ہیں:

اس آیت کا مقصود حد سرقہ کا بیان ہے، یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے حق میں نازل ہوئی

یا یہ کہ جیسا کہ علامہ زاہدی نے صراحت کی ہے کہ لوگوں کے حق میں عام ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ چور کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔

سرقہ یعنی چوری کا رکن خفیہ طور پر شے لینا، اس کی شرط مال محفوظ مملوک اور نصاب والا ہونا ہے، امام شافعی کے نزدیک اس کا نصاب چوتھائی دینار، امام مالک کے نزدیک تین درہم اور احناف کے نزدیک دس درہم ہیں ، اگر مال سرعام لیا اور غیر مال لیا مثلاً مملوکہ مشروبات یا غیر محفوظ مال لیا مثلاً اپنے کسی ذی رحم محرم کے گھر سے یا اپنی زوجہ یا شوہر کے گھر سے چرایا یا اپنے مہمان کی جانب سے ایسا واقعہ ہوا، یا باہر سے نقب لگا کر مال نکال لیا، یا مال محفوظ تھا لیکن کسی کا مملوک نہ تھا جیسے مال وقف، یا دس درہم سے کم چوری کی، تو ان صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر وہ شے موجود ہے تو اس کا واپس کرنا واجب ہے لیکن اگر وہ شے ہلاک ہوگئی ہے تو پھر اس کی قیمت کا ضمان ہوگا، ایسی صورتیں جن کی اس اصول پر تفریع کی جاسکتی ہے ہدایہ میں ذکر کی گئی ہیں۔

یہ سرقہ دو مرتبہ اقرار سے بھی ثابت ہوگا اور امام کے سامنے دو آدمیوں کی گواہی بھی ہو اور یہ بیان بھی ہو کہ چوری کیسے ہوئی ، کیا چیز چوری ہوئی ، کب ہوئی ، کہاں ہوئی اور کس نے چرائی ۔ دائیں ہاتھ سے مراد حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت ایمانھما سے بھی دائیں ہاتھ کاٹنے کی تائید ہو رہی ہے ۔

چوری کی وہ شرائط جن کی بنیاد پر قطع ید ہوتا ہے ان کا اجمالی ذکر اوپر ہوگیا، اس کی مزید تفصیلی وضاحت حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادہ مفتی سید عبدالقدوس ترمذی کے ایک مقالہ بعنوان ”اسلامی سزائیں اور حد سرقہ آرڈیننس ۱۹۷۹ء کا تنقیدی جائزہ“ میں بھی مذکور ہے جو کہ شریعہ اکیڈمی اسلام آباد میں منعقد ہونے والے دو روزہ سیمینار میں پیش کیا گیا، اس کے ابتدائی مقدمہ میں حد سرقہ کی تعریف اور حدود و قیود اس طرح بیان فرمائی ہیں:

(جاری ہے)

یادرفتگاں مرسلہ: مولانا مفتی سجاد حسین وسندے والی

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلوی قدس سرہ

سابق مفتی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون (ہند)

آپ کی ولادت باسعادت ۵ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ کو گمتھلہ میں ہوئی، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ میں حاصل کی کچھ عرصہ تھانہ بھون کے مدرسہ میں بھی پڑھا پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور حضرت شیخ المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر علماء کرام سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغ حاصل کی، حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے جو سند آپ نے حاصل کی اس کا ایک حصہ یہ ہے:

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَرَأَ عَلَیَّ اَوَائِلُ الصِّحَاحِ السِّتِّ وَالْمُوَطَّئَیْنِ لِإِمَامِ دَارِالْهِجْرَةِ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الشَّيْبَانِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَخِیْ فِی الدِّیْنِ الْمَوْلَوِیْ اَلسَّیِّدْعَبْدُالْكَرِيْمِ گُمْتَهْلَوِیْ وَاسْتَجَازَنِیْ عَلٰی حُسْنِ ظَنِّہٖ بِیْ كَمَا اَجَازَنِیْ مَشَائِخِیْ الْكِرَامُ فَاَجَزْتُهٗ بِمَا يَجُوْزُلِیْ رِوَايَتُهٗ مِنَ الْمَنْقُوْلِ وَالْمَعْقُوْلِ وَاَنْ يُّجِيْزَغَيْرَهٗ لِمَنْ تَاَهَّلَ لِذٰلِكَ بِشَرَائِطَ مُعْتَبَرَةٍ لَدٰی اَهْلِ الْفَنِّ۔

(از قلمی سند عطاء فرمودہ شیخ المحدثین حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

درس وتدریس

فراغت کے بعد آپ نے مختلف مدارس میں تدریس کی خدمات انجام دیں، ۱۳۴۳ھ میں مستقل طور پر حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے آپ کو تھانہ بھون بلالیا یہاں آپ نے ۱۳۵۵ھ تک تدریس کے ساتھ افتاء اور تصنیف کا سلسلہ جاری رکھا۔

۱۳۴۵ھ سے ۴۷ھ تک حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے

قائم کردہ مدرسہ معین الاسلام قصبہ نوح ضلع گڑگانواں تحصیل پلول میں آپ نے تدریس فرمائی اور بطور صدر مدرس قیام فرمایا۔ پھر مدینہ منورہ مدرسہ علوم شرعیہ میں بھی آپ نے آٹھ ماہ تک تدریس فرمائی۔ ۱۳۵۶ھ میں مدرسہ قدوسیہ اور ۱۳۶۱ھ میں مدرسہ حقانیہ کے نام سے شاہ آباد ضلع کرنال میں مدرسہ قائم فرمایا اور ہجرت تک اسی سے منسلک رہے۔ ۱۳۶۳ھ میں آپ بطور صدر مدرس وشیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاولنگر بھی پڑھاتے رہے۔

تبلیغی خدمات

۱۳۴۱ھ میں آپ نے حضرت مولانا عبدالمجید بچھرایونی رحمہ اللہ تعالی کے ساتھ مل کر فتنہ ارتداد کے انسداد کیلئے میوات کے علاقہ میں بہت کام کیا ڈھائی سال تک آپ تبلیغ فرماتے رہے اسی دوران بہت سے مدارس کا قیام بھی آپ کے ذریعہ ہوا حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالی بھی گاہ گاہ آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔

اس کے علاوہ آپ نے بہت سے فتنوں کی سرکوبی کیلئے بھی کام کیا، پنجاب میں لڑکیوں کو میراث نہیں دی جارہی تھی اس کیلئے آپ نے تحریک چلائی اور غصب المیراث کے نام سے رسالہ بھی لکھ کر تقسیم کیا، جبریہ تعلیم کے خلاف بھی آپ نے جدوجہد کی ریاست الور میں جو مکاتیب ٹوٹ چکے تھے ان کو بحال کرانے کیلئے آپ کی قربانی تاریخ کا ایک سنہری حصہ ہے، اسی طرح قاضی مسلم بل کے نام سے آپ نے ۱۹۴۱ء میں ہندوستان کی اسمبلی میں آواز اٹھائی کہ مسلمانوں کے تنازعات میں فیصلہ کیلئے مسلم جج مقرر کئے جائیں، خاکسار فتنہ کے خلاف بھی آپ نے حضرت مولانا عبدالجبار صاحب کے ساتھ مل کر تحریک چلائی، یہ سب خدمات آپ نے حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے حکم اور سرپرستی میں سرانجام دیں۔

اللہ تعالی نے آپ کو فن مناظرہ میں بھی مہارت تامہ عطا فرمائی تھی قادیانی اور غیر مقلدوں سے آپ کے مناظرے مشہور رہیں فریق مخالف کو آپ کے دلائل اور بیان کی قوت سے مبہوت اور لاجواب ہونا پڑتا تھا۔

آپ پر حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کو حد درجہ اعتماد تھا اس لئے بڑے بڑے

اجتماعات میں خانقاہ کی طرف سے نمائندگی کیلئے آپ ہی کو بھیجا جاتا حضرت تھانوی قدس سرہ نے مسلم لیگ کے عمائد کی اصلاح و تبلیغ کیلئے جو وفود ارسال فرمائے آپ کو بھی اس میں شامل فرمایا۔

۱۹۲۷ء میں جمعیت علماء ہند نے جب پشاور میں اجتماع کیا اور اس میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبۂ صدارت پیش فرمایا تو اس اجتماع میں بھی خانقاہ کی طرف سے نمائندگی کا اعزاز آپ ہی کو حاصل ہوا۔

۱۳۵۴ھ میں اوقاف بل کے مسودہ پر جب جمعیت علماء ہند نے اجلاس طلب کیا تو آپ نے اس میں خوب حصہ لیا اس قانون کے شرعی جائزہ کیلئے حضرت تھانوی قدس سرہ نے جو بورڈ قائم فرمایا تھا آپ بھی اس میں شامل تھے۔

۱۳۶۵ھ بمطابق مئی ۱۹۴۵ء میں جب امارت شرعیہ کا قیام عمل میں لانے کیلئے سہارنپور میں اجلاس ہوا تو اس میں آپ کی ہی سعی سے یہ سلسلہ ہمیشہ کیلئے ختم ہوا۔

تصنیف و تالیف

الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة

ہندوستان میں شرعی قاضی نہ ہونے کی وجہ سے خواتین کو جو دشواریاں پیش آتی تھیں ان کے شرعی حل کیلئے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے یہ کتاب حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور آپ سے لکھوائی آپ اس کی تالیف میں پیش پیش رہے، یہ کتاب ۱۳۵۱ھ میں مکمل ہوئی اور اس کی تصنیف پر پانچ سال کا طویل زمانہ صرف ہوا، کتاب تمام اکابر بطور خاص دیوبند اور سہارنپور کے حضرات کی تصدیقات سے مزین اور بے حد مقبول ہوئی تمام ارباب دارالافتاء ان مسائل میں اسی کتاب سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں بعض مسائل اس میں فقہ مالکی سے بھی لئے گئے ہیں اس لحاظ سے یہ ایک گونہ اجتہادی کارنامہ ہے۔

المختارات فی مہمات التفریق والخیارات

یہ رسالہ الحیلۃ الناجزۃ کے تتمہ کے طور پر لکھا گیا اس میں خیار کفاءت، حرمت مصاہرت اور خیار بلوغ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

وفاق المجتهدين للنظر في رفاق المجتهدين

حیلۂ ناجزہ کے بعض مسائل پر ایک عالم نے اعتراض کئے تھے یہ رسالہ ان کے جواب کے طور پر آپ نے تحریر فرمایا حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان ہر دو رسائل کی تصدیق فرمائی۔

تجدد اللمعة في تعدد الجمعة

ایک عالم نے القول الجامع کے نام سے عربی زبان میں یہ رسالہ لکھ کر ثابت کیا کہ جمعہ شہر میں صرف ایک جگہ ہوسکتا ہے اس کا تعدد صحیح نہیں آپ نے محققانہ انداز سے اس رسالہ کا رد کیا اور مدلل انداز سے ثابت کیا کہ جمعہ کا تعدد جائز ہے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ حضرت علامہ انور شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس رسالہ کی تصدیق فرمائی تھی۔

الفضائل والاحكام للشهور والايام

اس رسالہ میں آپ نے بارہ مہینہ کے احکام بیان فرمائے اور ساتھ ہی ان رسومات کی تردید کی جو غیر اسلامی فرقوں کے اثرات سے مسلمانوں میں پیدا ہوگئی ہیں آپ کا یہ رسالہ بے حد مقبول ہوا مختلف مطابع سے بار بار شائع ہو رہا ہے، انگریزی میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے وہ بھی کثرت سے شائع ہو رہا ہے۔

افادة العوام

حضرت تھانوی قدس سرہ نے بارہ مہینوں کیلئے عربی خطبات پر مشتمل کتاب خطبات الاحکام کے نام سے تحریر فرمائی آپ نے اس کی نصوص کا ترجمہ افادۃ العوام کے نام سے فرمایا جو اصل کتاب کے ساتھ طبع ہو رہا ہے اس میں تقریباً ڈھائی صد احادیث کا ترجمہ اور مختصر فوائد جمع ہیں تحفۃ العوام کے نام سے الگ ان کی اشاعت زیر غور ہے۔

القول الرفيع في الذب عن الشفيع

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ غایات النسب پر جب بعض اہل علم نے اعتراضات کئے تو ان کے دفاع کیلئے آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا دسمبر ۱۹۳۴ء کو الجمعیۃ دہلی

میں طبع ہوا اور الگ بھی شائع ہوا۔

تتمہ امداد الاحکام

آپ نے خانقاہ تھانہ بھون میں قیام کے دوران حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے زیرسرپرستی جو فتاویٰ تحریر فرمائے حضرت نے ان کا نام تتمہ امداد الاحکام تجویز فرمایا اب یہ فتاویٰ امداد الاحکام کے ساتھ دارالعلوم کراچی سے طبع ہو کر چار جلدوں میں منظر عام پر آ چکے ہیں۔

غصب المیراث کا ذکر اوپر آ چکا ہے، جبر یہ تعلیم پر بھی آپ نے فتویٰ لکھ کر حضرات اکابر سے تصدیق کے بعد طبع کرا کے تقسیم فرمایا، اس کے علاوہ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظیم تفسیر بیان القرآن کی نظر ثانی میں بھی آپ شریک رہے اور بہشتی گوہر کی تالیف جدید میں بھی آپ نے حصہ لیا، القول المتین فی حکم الفطر بعض اکمال الثلاثین کے نام سے بھی آپ کا فتویٰ ماہنامہ النور میں طبع ہو چکا ہے، اس کے علاوہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے امداد الفتاویٰ، بوادر النوادر، الطرائف والظرائف میں بھی آپ کی متعدد تحریریں طبع ہو چکی ہیں، مکارم عشرہ کے نام سے اشرف السوانح جلد سوم میں آپ کا مضمون بہت ہی عمدہ اور قابل دید ہے۔

سفر حج

۱۳۵۳ھ میں آپ نے پہلا حج کیا اور ۱۳۵۶ھ میں اہل وعیال سمیت آپ دوبارہ حج کے سفر پر تشریف لے گئے اور چودہ ماہ حرمین شریفین میں قیام کے بعد ۵۸ھ میں واپس ہوئے۔

شیخ سے عقیدت ومحبت

آپ کو اپنے شیخ ومربی حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہایت عقیدت ومحبت بلکہ عشق تھا آپ کی زندگی کا اکثر حصہ حضرت ہی کے زیر ہدایت ونگرانی گذرا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام علوم وفنون سے مناسبت عطا فرمائی تھی یہ سب حضرت کا فیض تھا۔

حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ بھی آپ پر خصوصی شفقت وعنایت فرماتے تھے ۱۳۶۱ھ میں آپ کو حضرت قدس سرہ نے مجاز صحبت قرار دیا اور ماہنامہ النور میں اس کا اعلان بھی فرمایا۔

ہجرت پاکستان اور وفات

۱۳۶۶ھ میں پاکستان ایک اسلامی مملکت کے نام سے وجود میں آیا اس کیلئے آپ نے بھی حضرت تھانوی قدس سرہ کے مسلک کے مطابق حصہ لیا آپ ۱۹۴۸ء میں ضلع سرگودھا تشریف لے آئے ۹/رجب المرجب ۱۳۶۸ھ/۸مئی ۴۹ء کو قصبہ ساہیوال میں آپ نے بعمر ۵۳ سال انتقال فرمایا اسی قصبہ کے قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی رَحِمَہُ اللّٰہُ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً وَغَفَرَلَہٗ مَغْفِرَۃً ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً۔

فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل تاریخی قطعہ تحریر فرمایا ؂

مفتی عبد الکریم محترم — فاضل بے مثل اور شیخ عظیم
کرگئے رحلت تو ہے تاریخ یہ — ذی المکارم مفتی عبد الکریم

۱۹۴۹ء

حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی مفصل سوانح ''حیات کریم'' کے نام سے حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس صاحب ترمذی مدظلہم مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا نے تحریر کی ہے جو پانچ صد سے زائد صفحات پر مشتمل ہے تفصیل اس میں ملاحظہ ہو۔

آپ کی اولاد میں حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ صحیح طور پر آپ کے جانشین اور نعم الخلف لنعم السلف کا مصداق بنے ،حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی علمی، دینی، تالیفی، فقہی خدمات کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد کی خدمات کی خوب تکمیل فرمائی اس طرح یہ دونوں باپ اور بیٹا بجا طور پر اس الہامی شعر کا مصداق ہیں ؂

ھَنِیْئًا لِمَنْ قَدْ کَانَ مِثْلُكَ اِبْنَہٗ — فَیَا خَیْرَ مَوْلُوْدٍ وَ یَاخَیْرَ وَالِدٖ
وَ مَا مَاتَ مَنْ کَانَ مِثْلُكَ خَلَفَہٗ — نُجُوْمُ الْھُدٰی مِنْ سَائِقِ الْخَیْرِ قَائِدٖ

الاستفتاء

شجرۂ طریقت کی صحت وثبوت

سوال یہ تھا کہ ہمارے اکابرین کی کتابوں میں عموماً اور بالخصوص صوفیائے عظام کی کتابوں میں جگہ جگہ جہاں کہیں طریقت کے شجرۂ نسب دیئے ہیں، وہاں حضرت حسن بصریؒ کے واسطے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک خلافت وبیعت کا سلسلہ تحریر کیا گیا ہے، لیکن ایک پروفیسر صاحب نے اپنی کتاب میں یہ بات درج کی ہے کہ حضرت حسن بصری کی حضرت علی سے بیعت اور سند حدیث محدثین کے نزدیک ثابت نہیں تو کیا تاریخی شواہد سے حضرت حسن کی ملاقات حضرت علی سے ثابت ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت حسن بصری کی ملاقات بلکہ روایت حدیث بھی ثابت ہے، کتب تاریخ اور اسماء الرجال کے حوالوں سے یہ بات ثابت ہے اس کے خلاف جو حوالہ جات ہیں وہ تحقیقی نہیں ہیں، اسی لئے صوفیاء عظام کی کتابوں میں شجرہ طریقت صحیح اور درست ہیں، حضرت حسن بصری کی بیعت حضرت علی سے ثابت ہے، اس کے علاوہ صوفیاء عظام کے بہت بڑے طبقہ کا اس بیعت کے ثبوت پر اتفاق خود اس کے ثبوت کی مستقل اجماعی دلیل ہے، اگر کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تو یہ بھی اس کے ثبوت کیلئے کافی دلیل ہے، صوفیاء کرام کا اتنا بڑا طبقہ ایسی غلط بات پر کسی طرح اتفاق نہیں کرسکتا۔ اسماء الرجال کی مستند کتاب تہذیب التہذیب ترجمہ حسن بصری کے ذیل میں لکھا ہے: قال ابن سعد ولد لسنتین بقیت من خلافۃ عمر ونشأ بوادالقری وکان فصیحا رأی علیا (ص۲۶۳) وفیہ روی عن ابی بن کعب وسعد بن عبادۃ وعمر بن الخطاب ولم یدرکھم وعن ثوبان عمار بن یاسر وابی ھریرۃ وعثما ن بن ابی العاص ومعقل بن سنا ن ولم یسمع منھم وعن عثمان وعلی الخ (ص۲۶۴)

اس میں حضرت عثمان اور حضرت علی سے بلاواسطہ روایت کا ثبوت ہے، اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایتِ حدیث کسی واسطہ سے ثابت ہوتی تو جس طرح ابی ابن کعب وغیرہ سے روایت کے ذکر کے بعد **ولم یدرکھم** سے ملاقات کی نفی کر دی گئی تھی اسی طرح حضرت عثمان اور حضرت علی کی ملاقات کی نفی بھی کر دی جاتی، اس جگہ ملاقات کی نفی نہ کرنا روایتِ بلاواسطہ پر دلالت کرتا ہے اور پہلے ابن سعد کی روایت میں رؤیت کی تصریح ورای علیا سے کی گئی ہے، امام ابوزرعہ سے منقول ہے کہ رأی بالمدینة وخرج علی الی الکوفة والبصرة ولم یلقه الحسن بعدذالك (تہذیب التہذیب ص ۲۶۶ ج ۲)

اس سے واضح ہورہا ہے کہ مدینہ منورہ میں حسن بصری کی حضرت علی سے ملاقات ہوئی ہے پھر حضرت علی کوفہ تشریف لے گئے اور یہ بھی ثابت ہے (اور اوپر کی ابن سعد کی روایت سے بھی ثابت ہے) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی ولادت کے وقت حضرت عمر کی خلافت کے آخری دو سال باقی تھے تو حضرت علی کے کوفہ منتقل ہونے کے وقت غالب یہ ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بالغ ہوں گے اور اس عمر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث کا نہ سننا اور آپ سے فیض نہ پانا بہت ہی مستبعد ہے، علمی شوق ورغبتِ زمانہ میں یہ بات قابل تسلیم نہیں ہوسکتی کہ مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے نہ تو ملاقات وصحبت ہوئی اور نہ ہی روایت اور فیض حاصل ہوسکا۔ تہذیب الکمال کے حاشیہ میں ایک سوال کے جواب میں حضرت حسن بصری کا یہ قول نقل کیا گیا ہے انی فی زمان کماتری (وکان فی عمل الحجاج) کل شئ سمعتنی اقول قال رسول اللہ ﷺ فھومن علی بن ابی طالب غیرانی فی زمان لااستطیع ان اذکر علیا اھ (ازنوادر ص ۸۸) خلاصہ یہ ہے کہ رؤیت اور روایت دونوں ثابت ہیں اور محدثین کے ارشادات سے بھی ثابت ہیں اس لئے سلسلہ تصوف کے اتصال اور فیضِ باطنی مسلسل ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

فقط واللہ اعلم

۲۴ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

تعارف وتبصرہ

نام کتاب: چہل حدیث مسائل نماز مصنف: حافظ ظہور احمد الحسینی صفحات: ۱۱۹
ناشر: مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو اٹک

حدیث مبارکہ میں جناب نبی کریم ﷺ نے چالیس احادیث یاد کرنے پر شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے اسی فضیلت کے پیش نظر ہمارے کئی اکابر علماء دین نے چہل احادیث کے مجموعے لکھے یہ مجموعہ بھی دین کے ایک اہم رکن پر مشتمل ہے اور نماز کے تقریباً ہر مسئلہ کو حدیث سے ثابت کر کے واضح کر دیا کہ فقہ حنفی قرآن وسنت کے مستنبط مسائل کا مجموعہ ہے کتاب کے شروع میں سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف اور فقہ حنفی کا اجمالی تذکرہ بیان کر کے کتاب کی افادیت کو مزید بڑھا دیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فقہ حنفی قرآن وسنت کی ہی تشریح کا نام ہے۔

نام کتاب :تذکرہ وسوانح شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد حسن جان شہید رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب :حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم صفحات:۶۱۴
ناشر: ماہنامہ القاسم جامعہ ابو ہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

پیش نظر کتاب شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے تذکرہ وسوانح کے حوالے سے مختلف اکابر علماء ومشائخ اور مدیران جرائد کے مضامین کا مجموعہ ہے جو کہ تیرہ (۱۳) ابواب پر مشتمل ہے۔ حضرت شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوری نصف صدی درس وتدریس کا کام سرانجام دیا سینکڑوں علماء نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا آپ دین کے ہر شعبہ کے شہسوار تھے مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ نے حضرت شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختلف شعبہ ہائے زندگی کے متعلق مضامین جمع کر کے ماہنامہ ''القاسم'' کی خصوص اشاعت شائع کی جس سے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا گیا ہے ہر خاص وعام کو اس نعمت غیر مترقبہ سے استفادہ کرنا چاہئے۔

(مظفر مسعود)

مفتی محمد عبداللہ چنیوٹی

اخبار الجامعہ

۲۴ ربیع الاول حضرت صدر جامعہ مدظلہم نے ڈولوانہ اور روڈو سلطان میں اصلاحی بیانات ارشاد فرمائے۔

۲۵/ گنجیال میں مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ میں ایک گھنٹہ خواتین سے خطاب فرمایا پھر ظہر کے بعد دوسری نشست کے آخر میں حضرات سے بیان فرمایا اور طلبہ کی دستار بندی بھی فرمائی۔ مغرب کے بعد جامعہ اسلامیہ امدادیہ جوہر آباد میں طلبہ کو مختصر اصلاحی درس دیا۔

۲۶/ چانڈی بلوچاں میں بیان فرمایا اور آخر میں حضرت مولانا علامہ محمد عبدالغفار تونسوی صاحب مدظلہم کا مفصل خطاب ہوا۔

۲۷/ جامع مسجد امام اعظم ابوحنیفہ ساہیوال میں مولانا محمد انتظار، مولانا محمد شاہد مسعود، حضرت صدر جامعہ اور علامہ محمد عبدالغفار تونسوی صاحب کے بصیرت افروز بیانات ہوئے۔

۲۸/ موضع گنیانہ ضلع جھنگ میں ظہر کے بعد حضرت صدر جامعہ کا خطاب ہوا۔

۲۹/ جامع مسجد حقانیہ میں جمعہ پڑھایا پھر براستہ سرگودھا و چنیوٹ جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد تشریف لے گئے وہاں بعد مغرب بیان فرمایا اور آخر میں حضرت مفتی اعظم مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم صدر جامعہ دارالعلوم کراچی کا بھی انتہائی بصیرت افروز بیان ہوا۔

۳۰/ جامعہ سمیہ نور پور تھل میں ابوداؤد شریف اور زاد الطالبین کا آخری سبق پڑھایا اور بیان فرمایا پھر ڈلے والا جامع مسجد میں بعد عشاء تقریباً دو گھنٹے مفصل خطاب فرمایا۔

کیم ربیع الثانی جامعہ ہذا میں پانچ طلبہ کی تکمیل حفظ قرآن کریم کی تقریب سعید کے موقع پر بیان فرمایا اور ساہیوال ہی میں تین نکاح مسنون پڑھائے اور موضع وجھ تحصیل ساہیوال کے سالانہ جلسہ میں جامعہ کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد ظفر اللہ صاحب مدظلہم نے شرکت فرمائی۔

۲/ صدر جامعہ نے چک نمبر ۱۲۷ جنوبی سرگودھا میں بعد عشاء مفصل بیان فرمایا۔

۴/ جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا میں ڈویژن سطح پر منعقد ہونے والے تحفظ مدارس دینیہ کنونشن سے خطاب فرمایا جسے شرکاء اجلاس اور ارباب مدارس نے بہت پسند کیا۔

۵/ گوجرانوالہ میں چند طلبہ کے حفظ مکمل ہونے پر منعقدہ تقریب سے بیان فرمایا۔

۶/ جامعہ صیانۃ العلوم سندر لاہور میں خطبہ جمعہ دیا اور نماز جمعہ کے بعد بھی مختصر بیان فرمایا عصر کے بعد مدرسہ نور الاسلام سندر میں اور عشاء کے بعد مسجد بلال سندر میں بیانات فرمائے۔

۹/ مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن سرگودھا میں تکمیل حفظ قرآن کریم کے سلسلہ میں خطاب فرمایا

۱۰/ جامع مسجد حنفیہ شاہ نگڈر ضلع سرگودھا میں جلسہ سے خطاب فرمایا۔

۱۱/ جامعہ امدادیہ فتحیہ سلانوالی میں ماہانہ درس قرآن کریم ارشاد فرمایا۔

۱۲/ وفاق المدارس العربیہ ملتان کے اجلاس شوریٰ میں جامعہ کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد ظفر اللہ صاحب نے شرکت فرمائی اور صدر جامعہ کی تحریری تجاویز وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب کو پیش کیں۔

۱۳/ عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد الٰہیہ سرگودھا میں خطاب فرمایا۔

۱۷/ مدرسہ اقراء سرگودھا میں بارہ طالبات کی حفظ قرآن کریم کی تکمیل کے موقع پر خطاب فرمایا۔

۱۸/ جامعہ ہذا میں شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہ نے بعد نماز عصر اور اگلے روز صبح نو بجے علماء اور طلباء میں اور بعد نماز عصر عمومی اصلاحی درس دیا جس میں انسان کی تخلیق کا مقصد اور اس کے حصول کے طریقہ کی راہنمائی اور اصلاح معاشرہ پر زور دیا حضرت مولانا مدظلہم کے اصلاحی بیانات عام وخاص سب کیلئے یکساں مفید تھے۔ جزاھم اللہ خیرا الجزاء۔

۲۱/ جناب مولانا محمد اقبال شیروانی ضلع جھنگ کے ولیمہ میں شرکت کی اور پندرہ منٹ کا مختصر خطاب کیا جسمیں نکاح کا فلسفہ اور اس بندھن کو کامیابی کے ساتھ لیکر چلنے کا نسخہ کیمیا بیان کیا شہر و اطراف سے آئے ہوئے جم غفیر نے اس بیان کو بڑی توجہ سے سنا۔